جلد ۵۰/۱۵ ۲۳ امان ۱۳۴۰ ہش - ۲۳ مارچ سن ۱۹۶۱ء نمبر ۶۷

اسلام کی روشنی کو دنیا میں پھیلانے کی بشارت دیکر خداوند خدا نے مجھے بھیجا ہے

کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جماعت نے اپنے رسول مقبولؐ کی راہ میں ایسا اتحاد اور ایسی روحانی یگانگت پیدا کرلی تھی کہ اسلامی اخوت کی رُو سے سچ مچ عضوِ واحد کی طرح ہوگئی تھی اور اُن کے روزانہ برتاؤ اور زندگی اور ظاہر و باطن میں انوارِ نبوت ایسے رچ گئے تھے کہ گویا وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عکسی تصویریں تھے۔ سو یہ بھاری معجزہ اندرونی تبدیلی کا جس کے ذریعہ سے فحش بُت پرستی کرنے والے کامل خدا پرستی تک پہونچ گئے اور ہر دم دنیا میں غرق رہنے والے محبوب حقیقی سے ایسا تعلق پکڑ گئے کہ اس کی راہ میں پانی کی طرح اپنے خونوں کو بہادیا، یہ دراصل ایک صادق اور کامل نبی کی صحبت میں مخلصانہ قدم سے عمر بسر کرنے کا نتیجہ تھا۔ سو اسی بناء پر یہ عاجز اس سلسلہ کے قائم رکھنے کے لئے مامور کیا گیا ہے اور چاہتا ہے کہ صحبت میں رہنے والوں کا سلسلہ اور بھی زیادہ وسعت سے بڑھا دیا جائے اور ایسے لوگ دن رات صحبت میں رہیں کہ جو ایمان اور محبت اور یقین کے بڑھانے کے لئے شوق رکھتے ہوں اور اُن پر وہ انوار ظاہر ہوں کہ جو اِس عاجز پر ظاہر کئے گئے ہیں اور وہ ذوق اُن کو عطا ہو جو اِس عاجز کو عطا کیا گیا ہے تا اسلام کی روشنی عام طور پر دنیا میں پھیل جائے اور حقارت اور ذلت کا یہ داغ مسلمانوں کی پیشانی سے دھویا جائے۔ اسی کی بشارت دیکر خداوند خدا نے مجھے بھیجا اور کہا کہ

بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید
وپائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم اُفتاد"

(فتح اسلام)

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۲۳ مارچ ۶۱ء

۲۳ مارچ ــــ متبرک دن

۱- اپنی ایک حالیہ اشاعت میں ایک لاہوری ہفت روزہ عوام "تئیس مارچ" کے زیر عنوان تحریر کرتا ہے:-

"بیس سال قبل آج ہی کے دن ایک لاکھ سے زائد مسلمانوں کی تالیوں کی گونج میں لاہور کی مشہور قرارداد پاکستان منظور کی گئی تھی- اس برصغیر میں مسلمانوں کی ایک علیحدہ مملکت قائم کرنے کا نظریہ اگرچہ سب سے پہلے مشرق کے شاعر و فلسفی علامہ اقبالؒ نے ۱۹۳۰ء میں پیش کیا تھا۔

لیکن مسلمانوں نے اپنی سیاسی منزل کے طور پر ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو اس تاریخی اجلاس میں باضابطہ طور سے منظور کیا۔ اس وقت بہت کم لوگوں کو یہ یقین تھا کہ جو عظیم مشکلات درپیش ہیں ان کی موجودگی میں مسلمان سات سال کے قلیل عرصہ میں اپنی اس منزل تک پہنچ سکیں گے۔

اس وحدت مقصد اور اسی جذبۂ اتحاد کی یاد جس کا اس تاریخی دن مسلمانوں نے اظہار کیا تھا۔ پاکستان کے باشندے ہر سال ۲۳ مارچ کو یوم پاکستان مناتے ہیں۔ یہ دن پاکستانیوں کے اتحاد اور ان کے مقصد کا مظہر ہے"۔

ہم پاکستانیوں کے لئے یوم پاکستان واقعی ایک بڑا مبارک دن ہے کیونکہ اس روز پاکستانیوں کی آزادی کی بنیاد رکھی گئی تھی- اور صرف سات سال بعد بغیر کسی جنگ کے انگریزوں نے پاکستان کے نظریہ کے مطابق برصغیر ہند کو آزادی دے دی اور پاکستان اس طرح معرض وجود میں آ گیا۔ آج ریزولیوشن کو پاس ہوئے پورے ۲۱ سال اور پاکستان کو معرض وجود میں آئے پورے چودہ سال ہوتے ہیں یہ آزادی کی بنیاد کا دن واقعی ایک نہایت خوشی کا دن ہے اور پاکستانی اس پر جس قدر اظہار خوشی چاہیں کریں ان کا حق ہے۔ ہم بموقعہ پاکستان ڈے تمام پاکستانیوں کو مسرت کا پیغام دیتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پاکستان کو ایک باوقار ملک ثابت کرے اور اس کو نہ صرف دنیا کی دولتوں سے مالا مال کر دے بلکہ پاکستان کے مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ اس ملک کو اسم بامسمّٰی بنانے کے لئے پوری جدوجہد کریں یہ صحیح معنوں میں ایک اسلامی ملک بن جائے۔ اور دنیا کے لئے اسلام کا ایک نمونہ ہو جس میں اسلامی انصاف اور اسلامی معاشرہ سربلند ہو- یہ ملک ہر ایک برائی سے پاک ہو اور دنیا میں امن و امان قائم کرنے کے لئے اقوام عالم کی رہنمائی کرے۔

۲- ۲۳ مارچ جماعت احمدیہ کے لئے بھی ایک عظیم الشان خصوصیت رکھتا ہے یہ وہ مبارک روز ہے جب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے بیعت لینے کا آغاز فرمایا۔ آپ کو ۱۸۸۸ء میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیعت لینے کا ارشاد ہوا اور آپ نے یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو ایک اشتہار کے ذریعہ بیعت کا اعلان فرمایا۔ اس کے بعد پھر ۱۲ جنوری کو جس دن سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تولد ہوئے آپ نے تکمیل تبلیغ کا اشتہار تحریر فرمایا جس میں بیعت کی دس شرائط بھی تحریر فرمائیں۔

اسکے بعد آپ لدھیانہ تشریف لے گئے اور ۴ مارچ کو آپ نے ایک اشتہار جاری فرمایا جس میں بیعت کی اغراض و مقاصد پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی اور تحریر فرمایا:-

"یہ سلسلہ بیعت محض بمراد فراہمی طائفہ متقین یعنی تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت کے جمع کرنے کے لئے ہے تا ایسا متقیوں کا ایک بھاری گروہ دنیا پر اپنا نیک اثر ڈالے اور ان کا اتفاق اسلام کے لئے برکت و عظمت و نتائج خیر کا موجب ہو اور وہ ببرکت کلمہ واحدہ پر متفق ہونے کے اسلام کی پاک و مقدس خدمات میں جلد کام آ سکیں اور ایک کاہل اور بخیل و بے مصرف مسلمان نہ ہوں اور نہ ان نالائق لوگوں کی طرح جنہوں نے اپنے تفرقہ و نا اتفاقی کی وجہ سے اسلام کو سخت نقصان پہنچایا ہے اور اسکے خوبصورت چہرہ کو اپنی فاسقانہ حالتوں سے داغ لگا دیا ہے اور نہ ایسے غافل درویشوں اور گوشہ گزینوں کی طرح جن کو اسلامی ضرورتوں کی کچھ بھی خبر نہیں اور اپنے بھائیوں کی ہمدردی سے کچھ بھی غرض نہیں اور بنی نوع کی بھلائی کے لئے کچھ جوش نہیں بلکہ وہ ایسے قوم کے ہمدرد ہوں کہ غریبوں کی پناہ ہو جائیں یتیموں کے لئے بطور باپوں کے بن جائیں اور اسلامی کاموں کے انجام دینے کے لئے عاشق زار کی طرح فدا ہونے کو تیار ہوں اور تمام تر کوشش اس بات کے لئے کریں کہ ان کی عام برکات دنیا میں پھیلیں اور محبت الٰہی اور ہمدردی بندگان خدا کا پاک چشمہ ہر یک دل سے نکل کر اور ایک جگہ اکٹھا ہو کر ایک دریا کی صورت میں بہتا ہوا نظر آوے"۔

(تاریخ احمدیت صفحہ ۱۹۰)

اسی اشتہار میں آپ نے ہدایت فرمائی کہ جو لوگ بیعت کرنا چاہیں وہ ۲۰ مارچ کے بعد لدھیانہ پہنچ جائیں۔ چنانچہ جموں۔ خوست۔ بھیرہ سیالکوٹ۔ گورداسپور۔ گوجرانوالہ۔ پٹیالہ۔ جالندھر۔ مالیر کوٹلہ۔ انبالہ۔ کپورتھلہ اور میرٹھ وغیرہ کے اضلاع سے متعدد بیعت کے خواہشمند احباب لدھیانہ پہنچ گئے اور ۲۰ رجب ۱۳۰۶ھ بمطابق ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو حضرت منشی احمد جان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان واقعہ محلہ جدید میں بیعت اولیٰ کا آغاز ہوا۔ ایک رجسٹر بیعت جس کی پیشانی پر "بیعت توبہ" "برائے حصول تقویٰ و طہارت" لکھا گیا تھا۔ بیعت کنندگان کے نام ولدیت کا اندراج کیا گیا۔ سب سے پہلے سیدنا حضرت مولوی نورالدین خلیفۃ المسیح الاول سے بیعت لی گئی۔ بیعت کے الفاظ حسب ذیل تھے:-

"آج میں احمدؑ کے ہاتھ پر اپنے ان تمام گناہوں اور خراب عادتوں سے توبہ کرتا ہوں جن میں میں مبتلا تھا اور سچے دل اور پکے ارادہ سے عہد کرتا ہوں کہ جہاں تک میری طاقت اور میری سمجھ ہے اپنی عمر کے آخری دن تک تمام گناہوں سے بچتا رہوں گا۔ اور دین کو دنیا کے آراموں اور نفس کے لذات پر مقدم رکھوں گا اور ۱۲ جنوری کی دس شرطوں پر حتی الوسع کاربند رہونگا۔ اور اب بھی اپنے گذشتہ گناہوں کی خدا تعالیٰ سے معافی چاہتا ہوں۔ استغفر اللہ ربی استغفر اللہ ربی استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ و اشھد ان محمداً عبدہٗ و رسولہ۔ رب انی ظلمت نفسی و اعترفت بذنبی فاغفرلی ذنبی فانہٗ لا یغفر الذنوب الا انت"۔

(تاریخ احمدیت صفحہ ۱۹۵)

اس طرح ۲۳ مارچ کو ہی جماعت احمدیہ کی دراصل بنیاد رکھی گئی لہذا حسن اتفاق سے خصوصاً ہم پاکستانی احمدیوں کے لئے ۲۳ مارچ دوہری خوشی کا دن ہے۔ کیونکہ اس دن جہاں پاکستانیوں کے لئے سیاسی آزادی کی بنیاد رکھی گئی اسی روز الٰہی حکم کے ماتحت جماعت احمدیہ کی بنیاد بھی محکم کی گئی تا کہ وہ جماعت جو تجدید و احیائے اسلام کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کھڑی کی گئی ہے تمام دنیا کے کناروں پر اسلام کا جھنڈا

(باقی صفحہ ۸ پر)

مبارک مبارک سلام محمدؐ

بنام خدا و بنام محمدؐ
زبان مسیحا کلام محمدؐ
زمانے کے لوگو مبارک مبارک
مبارک مبارک سلام محمدؐ
کھلا میکدہ پھر پیو میگسارو
شراب محمدؐ بجام محمدؐ
فساد آج ظاہر ہوا بحر و بر میں
مقابل میں ہے اک غلام محمدؐ
زمیں کے کناروں تک ابن مسیحا
سناتا ہے تنویر پیام محمدؐ

موجودہ زمانہ کی ہولناک تاریکی تقاضا کرتی تھی کہ آسمان سے نورِ ہدایت نازل ہو

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بہت محبت رکھتا ہے یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ بندے صحیح راہ سے بھٹک جائیں اور وہ اُن کی راہنمائی نہ کرے

شدید مخالفت کے باوجود جماعت احمدیہ کی غیر معمولی ترقی بانی سلسلہ احمدیہ کی صداقت کا ایک زبردست ثبوت ہے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۹؍ دسمبر ۱۹۴۶ء بمقام قادیان

* ۱۹؍ دسمبر ۱۹۴۶ء بعد نماز مغرب بمقام قادیان جبکہ حضور مجلس علم و عرفان میں رونق افروز تھے کہ ایک معزز سکھ حضور کی ملاقات کے لئے تشریف لائے اور مختلف امور پر باتیں کرتے رہے۔ اس موقعہ پر حضور نے انہیں نہایت لطیف پیرایہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی طرف بھی توجہ دلائی۔ اور اسلام اور احمدیت کی دوسرے مذاہب پر فوقیت ثابت کی۔ حضور کے یہ گراں قدر ملفوظات جو ابھی تک کہیں شائع نہیں ہوئے تھے۔ صیغہ زود نویسی اپنی ذمہ داری پر احباب کی خدمت میں پیش کر رہا ہے۔

حضور نے فرمایا:۔

دنیا کی ہدایت

اور اس کو سچا راستہ دکھانے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیشہ اس کے انبیاءؑ مبعوث ہوتے رہتے ہیں۔ درحقیقت انسان کا تعلق خدا سے اس تعلق سے بہت زیادہ ہے جو اس کا اپنے ماں باپ سے ہوتا ہے۔ ماں باپ کو اپنے بچوں سے اس لئے محبت ہوتی ہے کہ انہوں نے بچوں کی خدمت کی ہوئی ہوتی ہے اور بچوں کو اپنے ماں باپ سے اس لئے محبت ہوتی ہے کہ وہ اپنے ماں باپ کے ہاتھوں سے لگائے ہوئے درختوں کے پھل کھاتے ہیں جس شخص نے اپنے ہاتھ سے کوئی درخت لگایا ہو اور اس کی خدمت کر رہا ہو اس کو بسا اوقات اتنی بھی امید نہیں ہوتی کہ وہ اس درخت کا پھل کھا سکے مگر چونکہ اس نے وہ درخت خود لگایا ہوتا ہے اور اس کی خدمت کی ہوتی ہے۔ اس لئے اسے اس کے ساتھ گہری محبت ہوتی ہے۔

ایک لطیفہ مشہور ہے

کہ ایک بڈھا جس کی عمر ستر اسی سال کے قریب تھی وہ ایک ایسا درخت لگا رہا تھا جو کئی سال کے بعد پھل دینے والا تھا۔ اتنے میں اس علاقہ کے بادشاہ کا ادھر سے گزر ہوا اس نے جب بڈھے کو اس قسم کا درخت لگاتے دیکھا تو وہ بڈھے سے مخاطب ہو کر کہنے لگا میاں بڈھے تم تو قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھے ہو اور تمہاری عمر نہایت قلیل رہ چکی ہے مگر تم درخت اس قسم کا لگا رہے ہو جو ایک لمبے عرصہ کے بعد پھل لائے گا بڈھے نے عرض کیا بادشاہ سلامت! اگر ہمارے باپ دادے بھی اس قسم کے خیالات رکھتے کہ ہم جو درخت لگائیں گے ان کے پھل نہ کھا سکیں گے تو آج ہمارے لئے کوئی پھل دار درخت نہ ہوتا۔ یہ سلسلہ تو اسی طرح چلا آتا ہے۔ اور چلا جائے گا کہ ایک نسل درخت لگاتی ہے اور دوسری اس سے پھل حاصل کرتی ہے۔ بادشاہ یہ سنکر بہت خوش ہوا اور کہنے لگا "زہ" بادشاہ نے حکم دے رکھا تھا کہ جب میں کسی کی بات پر خوش ہو کر "زہ" کا لفظ استعمال کروں تو اس شخص کو تین ہزار روپے کی تھیلی انعام کے طور پر دے دی جایا کرے۔ چنانچہ جب بادشاہ نے بڈھے کی بات سنکر اور خوش ہو کر "زہ" کہا تو جھٹ

وزیر نے ایک تھیلی بڈھے کو دے دی

بڈھے نے تھیلی لے کر کہا بادشاہ سلامت آپ نے تو ابھی فرمایا تھا کہ تم اس قدر بوڑھے ہو کہ تم اس درخت کے پھل لانے تک زندہ بھی نہ رہ سکو گے۔ مگر میں نے تو ادھر درخت لگایا اور اُدھر اس کا پھل بھی کھا لیا۔ بادشاہ بڈھے کی یہ بات سنکر پھر خوش ہوا اور کہنے لگا "زہ" اس پر وزیر نے ایک اور تھیلی تین ہزار کی بڈھے کو دے دی۔ بڈھے نے دوسری تھیلی اپنے ہاتھ میں پکڑ کر کہا بادشاہ سلامت لوگ تو پھل دار درختوں کا سال میں صرف ایک پھل حاصل کرتے ہیں۔ مگر میں نے تو درخت لگاتے لگاتے ہی اس کا دو دفعہ پھل کھا لیا۔ بادشاہ یہ سنکر پھر خوش ہوا اور کہنے لگا "زہ" اس پر وزیر نے ایک تیسری تھیلی بھی بڈھے کے حوالے کر دی۔ اس کے بعد بادشاہ نے کہا یہاں سے جلدی چلو۔ ورنہ یہ بڈھا تو ہمارا سارا خزانہ لوٹ لے گا۔ اب دیکھو وہ بڈھا جو درخت لگا رہا تھا وہ بہت دیر کے بعد پھل لانے والا تھا اور بڈھے کی عمر ایسی نہ تھی کہ اس کے پھل لانے تک زندہ رہ سکے۔ مگر وہ اس درخت کی خدمت کرتا رہا۔ اور اس کو اپنے لگائے ہوئے درخت کے ساتھ محبت تھی وہ اس کو پانی بھی دیتا تھا اور اس کی حفاظت بھی کرتا تھا۔ اسی طرح ایک بچہ اپنے ماں باپ کی خدمت نہیں کرتا بلکہ ماں باپ اس کی خدمت کرتے ہیں۔ اس کے آرام کا انہیں فکر ہوتا ہے۔ اس کے لئے وہ کھانا اور کپڑا مہیا کرتے ہیں۔ پس محبت احسان کے بدلے میں

ہی نہیں ہوتی بلکہ

احسان کرنے سے بھی محبت پیدا ہوتی ہے

مگر ماں باپ سے بھی زیادہ اللہ تعالےٰ کو اپنے بندوں سے محبت ہوتی ہے۔ ایک ماں تو صرف نو مہینے اپنے بچے کو پیٹ میں رکھتی ہے۔ اور اس کے بعد دو سال تک دودھ پلاتی اور تھوڑے عرصہ تک اس کی نگہداشت کرتی ہے۔ مگر اللہ تعالےٰ کا معاملہ ہمیشہ ہمیش اپنے بندے کے ساتھ چلا جاتا ہے۔ ماں نے تو بچے کو صرف نو ماہ اپنے پیٹ میں رکھا۔ مگر اللہ تعالےٰ نے ایک لمبا عرصہ پہلے اس کے لئے اپنی زمین میں طرح طرح کے پھل اور ترکاریاں پیدا کیں۔ اس کے لئے چاند سورج اور ستارے پیدا کئے۔ اس کے لئے کپڑا اور کھانا پیدا کیا غرض اللہ تعالےٰ نے اپنے بندے کے لئے ہر طرح کی نعمتیں پیدا کیں۔ اور جب اتنی لمبی تیاری کے بعد انسان کو پیدا کیا گیا تو اس کی محبت ماں باپ کی محبت سے کسی صورت میں کم نہیں ہو سکتی۔ بلکہ بہت زیادہ ہوگی۔ دوسرے لفظوں میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ ماں باپ کی محبت کو

خدا کی محبت

سے کچھ نسبت ہی نہیں ہے۔ ایک بچہ جب بیمار ہوتا ہے تو اس کے ماں باپ کو اس کے علاج کی فکر ہوتی ہے اور اس کے لئے وہ حکیموں اور ڈاکٹروں کے پاس سرگرداں پھرتے ہیں اور اس کی صحت کے لئے دعائیں کرتے ہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ بنی نوع انسان کسی روحانی بیماری میں مبتلا ہوں تو خدا کو ان کے علاج کی فکر نہ ہو۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ خدا کے دل میں محبت نہ ہو۔ اور وہ اپنے بندوں کی روحانی بیماریوں کے علاج کی فکر نہ کرے اور ان کے لئے کوئی حکیم یا ڈاکٹر نہ بھیجے۔ یعنی اپنے بندوں کی راہ نمائی کے لئے اپنا کوئی مامور نہ بھیجے۔ ایک بچہ اگر کہیں گم ہو جائے تو اس کے ماں باپ کو اتنی فکر ہوتی ہے کہ وہ کھانا پینا تک بھول جاتے ہیں۔ اور کسی کی منت سماجت کر کے اسے ایک طرف ڈھونڈنے کے لئے روانہ کر دیتے ہیں اور کسی کو دوسری سمت روانہ کر دیتے ہیں اور ان کو اس وقت تک چین نہیں آتا جب تک ان کا بچہ اپنے گھر واپس نہیں پہنچ جاتا۔ کسی ماں کا بچہ اگر گھر سے ناراض ہو کر نکل جائے تو وہ بے چین ہو کر ادھر اُدھر بھاگتی ہے اور جو شخص بھی اس کو رستہ میں مل جائے اس سے پوچھتی ہے کہ کہیں میرا بچہ تو نہیں دیکھا پھر یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ خدا کے بندے راہ گم کر دیں اور

صحیح راستے سے بھٹک جائیں

اور خدا ان کی راہ نمائی نہ کرے۔ وہ ضرور کرتا ہے اور ہمیشہ سے کرتا چلا آیا ہے چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وان من امۃ الّا خلا فیھا نذیر۔ یعنی کوئی قوم ایسی نہیں گزری۔ جس میں ہم نے اپنا نذیر نہ بھیجا ہو۔ دنیا میں تمام مذاہب والے ایک دوسرے کے ساتھ لڑتے جھگڑتے ہیں۔ ایک کہتا ہے ہمارا نبی سچا تھا اور باقی تمام جھوٹے تھے دوسرا کہتا ہے ہمارا نبی سچا تھا اور دوسرے تمام جھوٹے تھے، مگر اس معاملے میں اللہ تعالےٰ نے صرف اسلام کی راہ نمائی فرمائی یہ کہہ کر کہ ہم نے سب قوموں کی طرف نبی بھیجے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم کسی ایسے شخص کو جسے کسی قوم نے برگزیدہ تسلیم کیا ہو جھوٹا نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ اس کی عزت کرتے ہیں اور جن ہستیوں کو دوسرے مذاہب والوں نے نبی تسلیم کیا ہے ہم بھی ان کو نبی تسلیم کرتے ہیں۔ کیونکہ ہم ان من امۃ الّا خلا فیھا نذیر پر ایمان لاتے ہیں۔ ایک مسلمان کو یہ سنکر کبھی فکر پیدا نہیں ہوتا کہ فلاں قوم میں نبی گزرا ہے بلکہ وہ چاہتا ہے کہ دنیا کی سب قومیں کسی نہ کسی نبی کے وجود کو تسلیم کرتی ہوں۔ تاکہ قرآن کریم کی سچائی ثابت ہو۔ جب ہم چین میں جاتے ہیں تو ہم چینی لوگوں کی زبانی سنتے ہیں کہ ان میں ایک نبی کنفیوشس نامی گزرا ہے۔ ہم یہ سنکر فوراً کہتے ہیں الحمد للہ قرآن کریم میں بھی لکھا ہے کہ ہر قوم میں نبی آتے رہے ہیں۔ جب ہم ایران میں جاتے ہیں تو پارسی کہتے ہیں ہم میں زرتشت نبی گزرا ہے ہم کہتے ہیں

خدا کا شکر ہے

قرآن کریم میں بھی ایسا ہی لکھا ہے جب ہم یونان میں جاتے ہیں تو وہاں کے لوگوں کی زبانی سنتے ہیں کہ سقراط کہتا تھا کہ خدا مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اور میرے پاس فرشتے آتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں الحمد للہ قرآن کریم کی بات سچ ثابت ہوئی۔ اسی طرح ہم جہاں بھی چلے جائیں اور ان لوگوں سے سنیں کہ ہمارا ایک نبی گزرا ہے تو ہم سجدۂ شکر بجا لاتے ہیں کہ قرآن کریم کی سچائی ثابت ہو گئی۔ پس ہم کسی قوم کے برگزیدہ کو جھوٹا نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ ہم قرآن کریم کی رو سے مجبور ہیں کہ اس کی سچائی کو قبول کریں۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے ہر قوم کی راہ نمائی کے لئے اپنے انبیاء بھیجے ہیں۔ جو مختلف زمانوں میں مختلف قوموں کو ہدایت دیتے رہے۔ مگر بدقسمتی سے

ہر قوم یہی سمجھ بیٹھی

کہ اب ہمارے اس نبی کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ حضرت یوسف علیہ السلام جب فوت ہوئے تو ان کی قوم نے سمجھا کہ اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔ کیونکہ ان کو یہ غلط فہمی ہوئی کہ اب خدا کا خزانہ ختم ہو چکا ہے۔ اسی طرح باقی سب قومیں بھی اپنے اپنے انبیاء یا اوتاروں کی وفات کے بعد سمجھ بیٹھیں کہ اب کوئی نیا نبی یا مامور نہیں آئے گا۔ حالانکہ لوگ صبح کا پکا ہوا کھانا شام کو نہیں کھاتے اور کہہ دیتے ہیں کہ یہ باسی ہو گیا ہے۔ بلکہ اگر ایک دن کے پکے ہوئے کھانے میں سے کچھ بچ جائے تو اس کو باسی سمجھ کر پھینک دیا جاتا ہے۔ اسی طرح جب ان کے کپڑے پھٹ جاتے ہیں تو وہ نئے سلوا کر پہنتے ہیں۔ پھر کیا اللہ تعالےٰ یہ نہیں کر سکتا کہ جب دنیا پر ظلمت اور تاریکی

چھا جائے۔ اور دنیا کے لوگ صحیح راستہ سے بھٹک کر غلط راستہ پر گامزن ہو جائیں۔ تو اللہ تعالیٰ ان کی راہ نمائی کے سامان پیدا کرے۔ غرض اللہ تعالیٰ اپنے بھولے بھٹکے بندوں کے لئے ہدایت کا ضرور سامان پیدا کرتا ہے اور دنیا پر چھائی ہوئی گناہوں کی تاریکی اپنے انبیاؑ اور مامورین کے ذریعہ سے دور فرماتا ہے اور اسکی

یہ سنّت ہمیشہ سے چلی آئی ہے

پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے اس زمانہ میں وہ کوئی مامور نہ بھیجتا۔ یہ تو صرف لوگوں کا اپنا وہم ہے۔ کہ وہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ اب کوئی مامور نہیں آئے گا۔ جس شخص کا خزانہ محدود ہو۔ وہ تو اس قسم کا خیال کر سکتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کا خزانہ محدود نہیں۔ اسلئے وہ دنیا کی ضرورت کے وقت ضرور اپنے انعام نازل فرماتا ہے مثلاً یہ تو نہیں ہو سکتا کہ وہ کسی کو ہزار روپیہ عطا فرمائے تو اس کے پاس باقی کچھ نہ بچے وہ اگر ایک ہزار روپیہ دیتا ہے تو اس کی جگہ ہزاروں اور لاکھوں روپے نئے پیدا کر سکتا ہے پس

ہمارا عقیدہ ہے

کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے اسی سلسلہ میں پیدا کیا۔ کیونکہ جس قدر لڑائی جھگڑا فساد اور گند لوگوں میں اس زمانہ میں رونما ہوا ہے اس کی مثال پہلے زمانوں میں نہیں مل سکتی پہلے زمانہ میں جب کورو کشیتر وغیرہ کی جنگیں ہوئیں تو ساری جنگ میں زیادہ سے زیادہ پانچ ہزار آدمی مارے گئے ہوں گے مگر اس زمانہ کی جنگوں کو دیکھ لو لاکھوں اور کروڑوں انسان مارے گئے اور لوگ ظلم چوری ڈاکہ اور فریب وغیرہ میں مبتلا ہو گئے۔ پہلے زمانے میں تو زیادہ سے زیادہ یہ ہوتا تھا کہ کوئی دوکاندار فریب دیکر ایک کیلہ یا کوئی اور معمولی سی چیز فروخت کر دیا کرتا تھا۔ مگر آجکل تجارت میں لاکھوں کروڑوں روپیہ کا فریب چلتا ہے اس قسم کے زمانہ میں تو خدا کے مامور کا آنا بہت ہی ضروری تھا اور ہمارے عقیدہ کے مطابق وہ آ گیا گو یہ فرق ضرور ہے کہ پہلے جو مامور آتے تھے وہ براہ راست آتے تھے اور اپنے سے پہلے کی تعلیمات کو منسوخ قرار دیتے تھے لیکن اب چونکہ اسلام کامل مذہب ہے اور اب قیامت تک رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا دور جاری رہنا ہے اس لئے اس زمانہ میں جو مامور آیا وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں آیا اور اسلام ہی کے ذریعے دنیا کی اصلاح کرنے کے لئے آیا پس جس شخص کو خدا سے محبت ہو اسے چاہیئے کہ ان باتوں کے متعلق غور کرے کیونکہ اس شخص سے زیادہ بدقسمت اور کون ہو سکتا ہے جو دریا کے کنارے بیٹھا رہے اور اپنے ہاتھ نہ دھوئے

میں ابھی بچّہ ہی تھا

کہ ایک دفعہ لاہور سے امرتسر کی طرف ریل میں آرہا تھا اس ڈبے میں صرف ایک بڈھا بیٹھا تھے اور باقی سب نوجوان تھے ایک نوجوان نے اس بڈھے سے کہا آپ کی نوجوانی کے زمانے میں لوگ کیسے ہوتے تھے اس نے کہا اس زمانہ کے لوگ تو بہت اچھے ہوا کرتے تھے مگر آجکل کے لوگ بہت خراب ہو گئے ہیں۔ نوجوان نے کہا کوئی بات ہی سناؤ بڈھے نے کہا جب میں ریل کے محکمہ میں ملازم ہوا تو اس وقت میری تنخواہ پندرہ روپے ماہوار تھی جس میں سے میں دس روپے اپنے والدین کو بھیج دیتا تھا اور باقی پانچ میں خود گذارہ کرتا تھا اور کھدر کے کپڑے پہن لیتا اور بازار سے روٹی کھا لیا کرتا تھا ایک دن امرتسر کا اسٹیشن ماسٹر میرے پاس آیا جو انگریز تھا کہنے لگا کہ بابو تم اپنے میلے کچیلے اور پھٹے پرانے کپڑے کیوں پہنے ہوئے ہو کیا تم نئے نہیں سلا سکتے میں نے کہا میں اپنی تنخواہ میں سے دس روپے تو اپنے والدین کو بھیج دیتا ہوں اور باقی پانچ سے بمشکل گذارہ کرتا ہوں کپڑے کیسے بنواؤں اس پر وہ سٹیشن ماسٹر مجھ پر بہت ناراض ہوا اور کہنے لگا تم تو بے وقوف ہو یہ ریل تو ایسی چیز ہے جیسے کوئی دریا بہہ رہا ہو اور تم ہر روز اس سے دو تین روپے زائد کما سکتے ہو گویا اس سٹیشن ماسٹر نے اس شخص کو خود بد دیانتی سکھائی اور کہا کہ

اس کی مثال ایسی ہی ہے

جیسے دریا میں سے ایک قطرہ پانی کا لے لیا جائے ہم نے دیکھا ہے کہ زمیندار لوگ دانے وغیرہ چھکڑوں میں لاد کرلے جاتے ہیں تو ان کے دانے رستہ میں گرتے جاتے ہیں مگر وہ ان دانوں کو گرتے دیکھکر اس کی پرواہ تک نہیں کرتے مگر ایک غیر زمیندار شخص ان دانوں کو گرتا دیکھے تو وہ گھبرا جاتا ہے اور کہتا ہے کہ اتنے دانے گرتے جا رہے ہیں پھر زمیندار جب گندم کی فصل کاٹتا ہے تو غرباء کو کہدیتا ہے کہ جو سٹے گرے ہوئے ہیں تم اُن کو چن لو اسی طرح وہ بڈھا کہنے لگا کہ اس وقت کے افسر بہت ہی شریف ہوتے تھے حالانکہ وہ افسر اس کو شرافت کی بات نہیں بتا رہا تھا بلکہ بد دیانتی کا سبق دے رہا تھا۔ مگر اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل بھی دریا کی طرح ہوتے ہیں اور دریا میں سے ایک قطرہ پانی کا لے لیا جائے تو اس میں کیا کمی آسکتی ہے مگر بندہ ہی ایسا بدقسمت ہے کہ وہ خود خدا کے انعامات سے اپنے آپ کو محروم کر لیتا ہے اور ان کی طرف سے منہ موڑ کر بیٹھ جاتا ہے اور جب کوئی مامور آتا ہے تو لوگ اس کو حقیر سمجھ کر اس کا انکار کرنا شروع کر دیتے ہیں

حضرت بابا نانکؒ

کے ماں باپ بھی ان کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور کہتے تھے کہ اس نے ہماری دوکانداری خراب کر دی ہے اور ہمارے گھر میں یہ بچہ نکما پیدا ہوا ہے اگر ان کے ماں باپ زندہ ہو کر آج دنیا میں آجائیں اور دیکھیں کہ وہی بچہ جسے ہم حقیر سمجھتے تھے اب لاکھوں آدمی اس پر فدا ہیں اور اس کے نام پر جان دینے کے لئے تیار بیٹھے ہیں اور ان میں کئی کروڑ پتی موجود ہیں تو وہ حیران رہ جائیں مگر لوگ بے وقوفی سے سمجھ لیا کرتے ہیں کہ یہ چھوٹا آدمی ہے اسے ہم نے مان کر کیا کرنا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ ایسے ہی

آدمیوں کو بھیجتا ہے جو بظاہر چھوٹے معلوم ہوتے ہیں اور ایک زمانہ آتا ہے کہ اس کے نام پر مرمٹنے والے لاکھوں لوگ پیدا ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح قادیان میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالےٰ نے بھیجا قادیان میں نہ تو پہلے ریل تھی نہ ڈاک خانہ تھا نہ کوئی دینی یا دنیوی علوم کا مدرسہ تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی کوئی دنیوی وجاہت نہ رکھتے تھے اور بظاہر آپ نے جو تعلیم حاصل کی تھی وہ بھی معمولی تھی۔ اس لئے جب آپ نے

مسیحیّت اور مہدویت کا دعویٰ

کیا تو لوگوں نے شور مچا دیا کہ نعوذ باللہ یہ شخص جاہل ہے۔ یہ شخص کیسے مہدی ہو سکتا ہے۔ پھر لوگ یہ بھی کہتے تھے کہ اس چھوٹے سے گاؤں میں کیسے مامور آسکتا ہے اگر مامور آنا ہی تھا تو لاہور امرتسر یا اسی قسم کے کسی بڑے شہر میں آنا چاہیئے تھا غرض لوگوں نے زبردست مخالفت شروع کی اور جو لوگ آپؑ کے دعوے کو سُنکر آپ کی زیارت کیلئے قادیان آنے کا ارادہ کرتے تھے ان کو بھی روکا جاتا تھا اور اگر وہ نہ رکتے تھے تو انہیں طرح طرح کی تکلیفیں دی جاتی تھیں ان کو قسم قسم کی مصیبتوں اور دکھوں میں مبتلا کر دیا جاتا تھا مگر ان تمام حالات کی موجودگی میں آپؑ کو

اللہ تعالےٰ کی طرف سے الہام ہُوا

کہ "دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اسے قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا"

یہ الہام آپؑ کو اس وقت ہُوا جب آپؑ کو ایک آدمی بھی نہ مانتا تھا پھر یہ الہام ہُوا کہ میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ اس زمانہ میں مخالفت کا یہ حال تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک نوکر پیرا نامی جو اتنا بے وقوف تھا کہ وہ سالن میں مٹی کا تیل ملاکر پی جاتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کو کبھی کبھی کام کے لئے بٹالہ بھیجدیا کرتے تھے ایک دفعہ اس کو بٹالہ بھیجا گیا تو وہاں اس کو مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ملے جو اہل حدیث کے لیڈر مانے جاتے تھے اور بڑے بھاری مولوی سمجھے جاتے تھے ان کا کام ہی یہی تھا کہ وہ ہر اس شخص کو جو بٹالہ سے قادیان آنے والا ہوتا تھا۔ ملتے اور کہتے کہ اس شخص (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے دوکان بنائی ہوئی ہے۔ اور جھوٹا ہے۔ تم قادیان جاکر کیا کروگے۔ مگر اس کے باوجود لوگ قادیان آجاتے تھے اور مولوی صاحب کے روکنے سے نہ رکتے تھے۔ اس دن مولوی صاحب کو اور تو کوئی آدمی نہ ملا پیرا ہی مل گیا۔ اس کے پاس جاکر وہ کہنے لگے کہ پیرے تمہیں اس شخص کے پاس نہیں رہنا چاہیئے تو کیوں اپنا ایمان خراب کرتا ہے وہ بے چارہ ان کی اس قسم کی باتیں تو نہ سمجھ سکا لیکن اس نے اتنا ضرور سمجھا کہ یہ کہہ رہے ہیں کہ مرزا صاحب کے پاس رہنا ٹھیک نہیں ہے۔ جب مولوی صاحب ساری بات کرچکے تو وہ کہنے لگا۔ مولوی صاحب میں تو بالکل جاہل ہوں اور اس قسم کی باتوں کو سمجھ نہیں سکتا۔ البتہ اتنا سمجھا ہوں کہ آپ نے کہا ہے کہ مرزا صاحب بُرے ہیں مگر ایک بات تو مجھے بھی نظر آتی ہے کہ آپ ہر روز بٹالہ میں چکر لگا لگا لوگوں سے کہتے پھرتے ہیں کہ کوئی شخص قادیان نہ جایا کرے اور دوسرے علاقوں سے آنے والے آدمیوں کو بھی روکتے ہیں اور ورغلاتے رہتے ہیں۔ مگر مجھے تو صاف نظر آتا ہے کہ

خدا اُن کے ساتھ ہے

آپ کے ساتھ نہیں کیونکہ آپ کی ساری کوششوں کے باوجود لوگ سینکڑوں کی تعداد میں پیدل چل کر قادیان پہنچ جاتے ہیں مگر آپ کے پاس کبھی کوئی نہیں آیا۔ پس اللہ تعالےٰ کے اس قسم کے بندے شروع میں چھوٹے ہی نظر آیا کرتے ہیں اور دنیا کے ظاہر بین لوگ انہیں حقیر سمجھتے ہیں اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی سمجھا گیا۔ مگر آج اللہ تعالےٰ کے فضل سے ہماری جماعت دنیا کے کونے کونے میں پھیل چکی ہے اور کجا یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں آخری جلسہ سالانہ پر سات سو آدمی آئے تھے اور کجا یہ کہ جمعہ کے دن مسجد اقصےٰ میں چار ہزار سے بھی زیادہ لوگ شامل ہوتے ہیں۔ آپ کے زمانہ میں ہندوستان کی ساری قوموں نے آپ کے خلاف شور مچایا۔ اور شدید مخالفت کی۔ مگر ان تمام مخالفتوں کے باوجود ہندوستان میں بھی ہمارے سلسلہ نے ترقی کی اور بیرونی ممالک میں بھی ہماری جماعتیں قائم ہوئیں چنانچہ آج ہمارے مشن

دنیا کے تمام ممالک میں

اپنا کام کر رہے ہیں۔ انگلینڈ امریکہ افریقہ چین جاپان جاوا سماٹرا اور یورپ کے تمام ممالک میں ہمارے مشن قائم ہیں اور تبلیغ کا کام جاری ہے۔ افریقہ کے حبشی تعلیم پا رہے ہیں۔ امریکہ اور یورپ کے شرک کرنے والے لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔ اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ ہمارے دلوں میں خدا نے اپنے مامور کے ذریعہ ایک نیا ایمان پیدا کر دیا ہے جس سے دوسرے لوگ محروم ہیں وہ اگر لوگوں سے روپیہ مانگتے ہیں۔ تو وہ اور بھی ڈر سے اپنے روپے کو گرہ دیتے ہیں مگر جب ہم اپنے آدمیوں سے مانگتے ہیں تو وہ چاہتے ہیں کہ اُن سے اور زیادہ مانگا جائے۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ ان کا روپیہ ضائع نہیں جائے گا ویسے تو غیر قوموں کے مقابلہ میں ہماری کوئی حیثیت نہیں کیونکہ ان میں بڑے بڑے امراء اور کروڑ پتی موجود ہیں اور ہماری جماعت میں زیادہ تر غرباء ہی ہیں لیکن پھر بھی ہماری جماعت کے اندر

قربانی کی روح

بہت زیادہ موجود ہے ہم نے جب بہار کے مظلوموں کی امداد کے لئے تحریک

کی تو ایک احمدی عورت نے مجھے دو سو روپے (۲۰۰/-) کا چیک بھیجدیا۔ اس نے لکھا کہ ہمارے ہمسائے میں ایک کرنیل کی بیوی رہتی ہے وہ کہنے لگی بات تو تب ہے۔ کہ کوئی ہماری طرح قربانی کرکے دکھائے۔ میں نے اس سے پوچھا۔ کہ تم نے کتنا چندہ دیا ہے کہنے لگی سوا سو روپیہ حالانکہ وہ ایک کرنیل کی بیوی تھی جو سوا سو روپیہ پر فخر کر رہی تھی۔ اور وہ احمدی عورت جس نے دو سو روپیہ (۲۰۰/-) کا چیک بھیجا وہ ایک معمولی افسر کی بیوی ہے اسی طرح تحریک جدید کے چندوں میں ہماری جماعت کے لوگ بڑھ چڑھ کر قربانیاں کر رہے ہیں اور بعض لوگ تو اس قسم کے ہیں کہ وہ اپنی آمد کا ½ اور بعض لوگ اپنی آمد کا نصف تک دے دیتے ہیں اور بعض اس سے بھی زیادہ قربانی کرنا چاہتے ہیں مگر ہم ان کو روک دیتے ہیں پس ہماری جماعت کے لوگ تو اس قسم کے ہیں کہ ہم انہیں روکتے ہیں مگر وہ کہتے ہیں کہ ہم ضرور دیں گے اور دوسرے لوگ اس قسم کے ہیں کہ اُن سے لوگ چندہ مانگتے ہیں اور وہ دیتے نہیں۔

اس کی یہی وجہ ہے

کہ ہماری جماعت کے لوگوں کے دلوں میں خدا کی محبت کی ایک آگ ہے اور وہ دین کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا رہے ہیں ہماری جماعت کے ایک معزز شخص صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب شہید بھی اسی قسم کے لوگوں میں سے تھے وہ حج کے لئے گھر سے نکلے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت سُنکر قادیان آ گئے اور بیعت کر لی بیعت کے بعد واپس گھر گئے تو افغانستان کے بادشاہ نے ان کو سنگساری کی سزا دی صرف اس لئے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کر چکے تھے لوگوں نے بہتیرا زور لگایا کہ آپ اپنے عقیدہ کو بدل لیں مگر وہ نہ مانے کیونکہ ان پر صداقت کھل چکی تھی آخر بادشاہ نے اُن کو زمین میں گاڑ کر سنگسار کرا دیا اور نہایت بے رحمی سے شہید کیا مگر انہوں نے اُف تک نہ کی اور خدا کی راہ میں اپنی جان دے دی سنگساری سے پہلے ایک وزیر اُن کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ تم اپنے دل میں بے شک وہی عقائد رکھو مگر صرف زبان سے ہی انکار کر دو مگر انہوں نے فرمایا میں جھوٹ نہیں بول سکتا پس ان کو شہید کر دیا گیا مگر ان کے شہید ہونے کے تھوڑے عرصہ بعد ہی افغانستان میں ہیضہ پھوٹا اور ہزاروں لوگ مر گئے اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جب لوگوں نے مقابلہ کیا تو آپ کو اللہ تعالےٰ نے دکھایا کہ ملک میں سخت طاعون پھوٹے گی چنانچہ ایسا ہی ہوُا اور لوگ ہزاروں کی تعداد میں اس کا لقمہ بن گئے مگر اس طاعون کے وقت بھی باوجودیکہ

طاعون کا پھوٹنا

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی تائید میں تھا آپ نے مجسم رحم بن کر خدا کے حضور اس عذاب کو ٹلانے کے لئے نہایت گڑ گڑا کر دعائیں کیں اور اس قدر گریہ وزاری کی کہ مولوی عبد الکریم صاحب رضؓ جو مسجد مبارک کے اوپر کے حصّہ میں رہتے تھے فرماتے تھے کہ ایک دن مجھے کسی کے رونے کی آواز آئی اور وہ آواز اتنی دردناک تھی جیسے کوئی عورت دردِ زہ کی تکلیف میں مبتلا ہو۔ میں نے کان لگا کر سنا تو معلوم ہوُا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام رو رو کر خدا کے حضور میں دعا فرما رہے ہیں کہ اے اللہ اگر تیرے سارے بندے مر گئے تو مجھ پر ایمان کون لائے گا یہ چیز بھی آپؑ کی صداقت کے لئے

نہایت زبردست دلیل ہے

کہ آپ ہی کی تائید کے لئے اللہ تعالےٰ نے طاعون بھیجی اور آپ کے دل میں ہی رحم آ گیا اور دعائیں کرنا شروع کر دیں۔

لیڈر بقیہ صفحہ (۲)

لہرا دے۔ یہ ہم پاکستانی احمدیوں کے لئے ایک واقعی نہایت خوش آئند حسنِ اتفاق ہے جو ۲۳ر مارچ سے تعلق رکھتا ہے اور جہاں یہ ہمارے لئے یوم پاکستان ہے وہاں یہ یوم مسیح موعود علیہ السلام بھی ہے۔ پاکستان ایک اسلامی ملک ہے اور اسلئے ہم پاکستانی احمدیوں کا یہ دوہرا فرض ہے کہ ہم اسکو واقعی ایک ایسا اسلامی ملک بنائیں جو دیگر اسلامی کہلانے والے ملکوں کے لئے بھی نمونہ ہو بے شک احمدیت کا اولین مرکز قادیان ہے تاہم اللہ تعالےٰ نے اپنی مصالح کے تحت ہمیں پاکستان میں ایک فعال مرکز ربوہ میں قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے اور آج سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی جدوجہد کا اللہ تعالےٰ کے فضل سے یہ نتیجہ ہے کہ ساری دنیا میں تبلیغ کرنے کے لئے ربوہ ہی سے ہمارے مبلغین تیار ہو کر جاتے ہیں جو پاکستان کے قلب میں واقعہ ہے اور اب یہاں سے بھی نورِ اسلام کی شعاعیں نکل نکل کر ساری دُنیا کو منوّر کر رہی ہیں جہاں ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں قرآن کی آیات سنا رہے ہیں وہاں مغرب کی وادیوں میں بھی ہماری اذانیں گونج رہی ہیں۔ الحمد للہ

دفتر الفضل سے خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں

مسیح موعودؑ کی بعثت اور امّتِ محمدیہؐ

مسرّت، زندگی اور عمل کا پیغام

(از مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل)

غافلاں من زیار آمدہ ام — ہمچو بادِ بہار آمدہ ام
ایں زمانم زمانۂ گلزار — موسمِ لالہ زار و وقتِ بہار
(حضرت مسیح موعودؑ)

ابتدائے آفرینش سے انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قوم کو ساری امتوں کے موعودِ اعظم سرورِ کونین صلے اللہ علیہ وسلم کی بشارت دیتے آئے ہیں۔ ہر نبی کے آثارِ باقیہ میں ایسے نشان موجود ہیں جن میں آخری شارع نبی یعنی حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی خبر پائی جاتی ہے۔ اس لئے جب آپ مبعوث ہوئے تو آپ کو اللہ تعالےٰ نے رحمۃ للعالمین قرار دیا۔ آپ کا پیغام ساری دنیا اور ساری قوموں کے لئے تھا۔ آپ کو اللہ تعالےٰ نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا قل یاایھا الناس انی رسول اللّٰہ الیکم جمیعاً کہ آپ اعلان فرمائیں کہ میں سب لوگوں کے لئے رسول ہو کر آیا ہوں۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہی دعویٰ فرمایا اور اسی کے مطابق اسود و احمر اور مشرقی و مغربی سب کو اپنا پیغام پہنچایا۔ اس دعوتِ عامہ کے ساتھ ساتھ اللہ تعالےٰ نے اسلام کے متعلق یہ بھی فرمایا۔ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیناً کہ یہ دین ساری نسلِ انسانی کے لئے ہمیشہ تک کامل دین ہے اور یہی اللہ تعالےٰ کے انعامات حاصل کرنے کا ذریعہ ہے اور اب ہمیشہ کے لئے الاسلام ہی اللہ تعالےٰ کا پسندیدہ دین ہوگا۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر چالیس سال کی عمر میں وحیٔ شریعت کا نزول شروع ہوا۔ اور تئیس ۲۳ سال میں اس شریعت کی تکمیل ہوئی۔ اور تریسٹھ سال کی عمر میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال ہو گیا۔ اس قلیل عرصہ میں دنیا میں ایسا غیر معمولی انقلاب ہوا۔ اور انسانوں کی کایا اس طرح پلٹ گئی کہ تاریخ اس کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔ یہ نادرِ روزگار تبدیلی کسی اور نبی کی زندگی میں پیدا نہیں ہوئی تھی اور کسی اور زمانہ میں اس طرح مُردوں کو زندگی اندھوں کو بینائی اور بہروں کو شنوائی عطا نہ ہوئی تھی۔ غرض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ سے عرب کے صحراؤں میں جو معجزہ ظاہر ہوا۔ وہ آپ کی صداقت اور بے مثال روحانیت کا ایک درخشندہ ثبوت ہے مگر اس سے بھی بڑھ کر ایک اور بات ابھی ہونے والی تھی اور وہ یہ تھی کہ گذشتہ نبی جن روحانی درختوں کی آبیاری کرتے تھے وہ ایک زمانہ تک خوشگوار پھل دینے کے بعد خشک ہو جاتے تھے اور ان باغوں پر پھر ہمیشہ ہمیش کے لئے خزاں چھا جاتی تھی۔ لیکن بستانِ محمدی کے متعلق خدائے عزّ و جل نے فیصلہ فرمایا کہ اس باغ پر خزاں نہ آئیگی اور اس کے روحانی پھلوں کا کبھی انقطاع نہ ہوگا۔ اس شریعت میں کوئی تحریف نہ ہو گی۔ اور اس کی روحانی تاثیرات میں کبھی فتور واقع نہ ہوگا۔ انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون۔ ہم نے اس کامل دین کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔ پس ربّ العلمین کا فیصلہ ہے کہ شجرۂ طیبہ محمدیہ ہمیشہ اپنے پھل دیتا رہیگا اور اس بستان کے باغبان ہمیشہ پیدا ہوتے رہیں گے تؤتی اکلھا کل حین باذن ربھا۔

جس طرح یہ عجیب بات تھی کہ عرب کے صحراء سے وہ چشمہ پھوٹے جس سے دنیا کی ساری قومیں سیراب ہوں اور وہاں سے مشرق و مغرب میں آبِ حیات کی تقسیم ہو۔ اسی طرح اس سے بھی عجیب تر بات ہے کہ یہ چشمۂ زندگی دائمی ہوگا۔ اور اس کا زندگی بخش پانی رہتی دنیا تک نسلِ انسانی کو زندگی اور بقا بخشتا رہے گا۔ اور سرورِ کونین محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ ہر زمانے میں اپنے اثرات پیدا کرتی رہے گی۔ سورۂ جمعہ کی پہلی آیات میں فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے اس رسول کو عرب کے بادیہ نشینوں اور امیوں کی تعلیم، تربیت اور تزکیۂ نفوس کے لئے بھیجا ہے۔ یہ رسولؐ انہیں حکمت سکھاتا ہے۔ مگر اس دور کے آخری حصہ میں ایک اور گروہ بھی ہے۔ جن میں آپ مبعوث ہو کر پھر یہ کام سرانجام دیں گے۔ اور جب بظاہر مسلمان اپنی بے عملی کے باعث اسلام سے بیگانہ ہو جائیں گے۔ پھر ان کی نشأۃِ ثانیہ ہوگی۔ اور دوبارہ اس عظیم ترین رسولؐ کی تعلیم و تربیت اور تزکیۂ نفوس سے مسلمانوں میں نئی روحانی زندگی پیدا ہوگی اور دنیا پھر ایک نئے عالمی روحانی انقلاب کا مشاہدہ کرے گی۔ روایات میں آیا ہے کہ سورہ جمعہ کی آیت و آخرین منھم لما یلحقوا بھم کے نزول پر صحابہؓ رضی اللہ عنہم نے نہایت اشتیاق سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! وہ دوسرا گروہ کن لوگوں کا ہوگا اور اس نئی نادرِ روزگار سعادت کا آغاز کس طرح سے ہوگا؟ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لو کان الایمان معلقاً بالثریا لنالہ رجل من ھؤلاء کہ اگرچہ ایمان آسمان پر چلا جائے تب بھی ایک فارسی الاصل مردِ کامل اس کو پھر زمین میں قائم کر دے گا اور پھر وہ سب معجزات منصۂ شہود پر نظر آئیں گے جو ایمان کے مقتضی ہیں۔ حضور نے یہ فرمایا اور فورِ محبت سے حضرت سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ کے کندھے پر ہاتھ بھی رکھ دیا۔

قرآن مجید کی دوسری آیات اور احادیثِ نبویہؐ پر نظر کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آخری زمانہ میں حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے انوار کی عظیم الشان تجلی ہونے والی ہے اور اللہ تعالےٰ اسلام کے لئے نہایت ہی شاندار اور روشن مستقبل ظاہر کرنے والا ہے۔

آیتِ قرآنی الیوم اکملت لکم دینکم میں تکمیلِ شریعت کا بدیہی اعلان کر دیا گیا۔ مگر اس کے علاوہ ابھی ایک چیز باقی ہے اور وہ قرآن مجید کے الفاظ میں اظہار الاسلام علی الدین کلہ یا دوسرے دینوں پر اسلام کا کامل غلبہ اور قرآنی شریعت کی تکمیلِ اشاعت ہے۔ ظاہر ہے کہ تکمیلِ شریعت کا ہی یہ بھی حصہ ہے کہ پھر اس شریعت کو اپنے دلائل و بینات اور روحانی اثرات کے ساتھ دنیا بھر میں شائع کیا جائے۔ اس لئے یہ کام بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کام ہے اور آپ ہی اس فریضہ کو سرانجام دے سکتے ہیں اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ سورہ جمعہ کی آیت اور دوسری سورتوں کی آیات میں جو بعثتِ ثانیہ کا ذکر ہے۔ وہ اسی مقصدِ عظیم کے مدنظر ہے۔ اس دوسری بعثت کا مدعا ہی یہ ہے کہ اسلام کو دنیا میں غالب ثابت کیا جائے اور اس کی دعوت زمین کے کونے کونے میں پہنچائی جائے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس مشن کو اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید کے تین مقامات پر قریباً یکساں الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

(۱) سورہ توبہ میں فرمایا۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون (آیت ۳۳) کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول کو کامل شریعت اور ناقابلِ تنسیخ دین دے کر اس لئے بھیجا ہے تا وہ اس دین کو تمام دوسرے دینوں پر غالب اور فائق ثابت کرے۔ اگرچہ مشرک اسے ناپسند کریں۔

(۲) دوسری جگہ سورۃ الفتح میں فرمایا۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ وکفی باللّٰہ شھیدا" (آیت ۲۹) کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے اس رسول کو الہدیٰ اور دینِ حق کے ساتھ اس غرض سے بھیجا ہے تا وہ اسے دوسرے تمام ادیان پر غالب ثابت کرے اور اللہ تعالےٰ اس کے لئے کافی گواہ ہے۔

(۳) تیسری جگہ سورۃ الصف میں فرمایا ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون (آیت ۱۰) کہ یہ رسول اللہ تعالےٰ کی طرف سے کامل ہدایت اور اکمل شریعت دے کر اس لئے مبعوث ہوا ہے تا وہ اس دین کو باقی سب دینوں پر غالب کر دے خواہ مشرک اس بات کو ناپسند کرتے رہیں۔

ان تینوں آیات کے سیاق و سباق سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ

عزّت کے مستحق کون ہیں؟

انصار اللہ کے معزز ممبرو! اگر آپ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے آپ کو حقیقی عزت سے نوازے۔ تو اس نیک مقصد کے حصول کے لئے حضور اقدس کا یہ نسخہ اٹھتے بیٹھتے پیش نظر رکھیں:

"وہ لوگ جو خدمتِ خلق کو اپنا مقصود قرار دیتے ہیں۔ وہی ہر قسم کی عزت کے مستحق ہیں"

(قائد عمومی قائد خدمتِ خلق)

علیہ وسلم کی بعثت کا یہ اہم ترین مقصد قرار دیا ہے کہ آپ کے ذریعہ اسلام کو ادیان باطلہ پر غلبہ عطا ہو۔ مفسرین نے لیظہرہ میں ضمیر منصوب کا مرجع آنحضرت اور دین الحق کو قرار دیا ہے ہر دو صورتوں میں یہ الزام ہوتا ہے کہ یہ کام بہرحال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں سے سرانجام پائے گا اور آپ ہی اسلام کو سب دینوں پر غالب ثابت کریں گے۔

اسلام کے اظہار علی الدین کلہٖ سے یہی مراد ہے کہ آخری زمانہ میں مذاہب کا مقابلہ ہوگا۔ ایک روحانی جنگ ہوگی اس مقابلہ اور اس جنگ میں اسلام غالب ہوگا۔ اور ساری دنیا کی قومیں اسلام کو قبول کریں گی ہر جگہ اسلام کا پرچم لہرائے گا۔ اسلامی شریعت نافذ ہوگی، اور ہمارے سید آقا محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھا جائے گا یہ خوش کن اور روح افزا منظر آخری زمانہ سے وابستہ ہے۔ آیت لیظہرہ علی الدین کلہ کے متعلق جملہ مفسرین نے لکھا ہے۔

(۱) عن مجاھد:۔ اذا انزل عیسیٰ لم یکن فی الارض الا دین الاسلام (تفسیر الکشاف) کہ مفسر مجاہد سے مروی ہے کہ یہ بات حضرت مسیح کے نزول کے وقت ہوگی اسی وقت روئے زمین پر اسلام ہی اسلام ہوگا۔

(۲) ذالك عند نزول عیسیٰ بن مریم و حین تصیر الملۃ واحدۃ فلا یکون دین غیر الاسلام (تفسیر ابن جریر)

یعنی اسلام کا یہ موعود غلبہ مسیحؑ کے نزول کے وقت ہوگا جب سب جگہ ایک ہی مذہب یعنی اسلام ہوگا۔

(۳) شیعہ تفاسیر میں آیت ھو الذی ارسل رسولہ کے درمیان نیچے لکھا ہے نزلت فی المھدی کہ یہ آیت حضرت امام مہدی کے بارے میں نازل ہوئی ہے امام صادق کا قول ہے۔

"مراد از رسول دریں جا امام مہدی موعود است"

(رغایۃ المقصود جلد ۲ صفحہ ۱۲۳)

کہ اس آیت میں رسول سے مراد امام مہدی موعود ہیں۔ تفاسیر کی ان روایات سے یہ عجیب نکتہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے جس اظہار الاسلام علی الدین کلہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی علت غائی قرار دیا ہے اس کا پورا ظہور مسیح موعود اور مہدی معہود کے وقت میں اور ان کے ہاتھ سے ہوگا، تفسیروں میں مسیح اور مہدی کو الگ الگ اس آیت کا مصداق قرار دیا۔ جانا بتلاتا ہے کہ درحقیقت آنے والا مسیح اور آنے والا مہدی ایک ہی وجود ہے نیز یہ بھی بالوضاحت معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود اور مہدی معہود دراصل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بروز ہے اور اس کا آنا اسی

کام کی تکمیل کے لئے ہے جس کے لئے اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تھا گویا مسیح موعود کی بعثت آنحضرت کی بعثت ثانیہ ہے اور اس بعثت کا بنیادی مقصد شریعت اسلامیہ کی تکمیل اشاعت اور اسلام کی تمام دینوں پر فوقیت کا اثبات ہے۔

اسی نصب العین کے پورا کرنے کے لئے حالات و ذرائع کی مساعدت بھی ضروری تھی اللہ تعالےٰ نے اپنی مصلحت کاملہ سے ہمارے اسی زمانہ میں ایک طرف تو تمام دینوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونے کا موقعہ دیا ہر قوم میں اپنے مذہب کی سچائی کے ثابت کرنے کا جوش پایا جاتا ہے دوسری طرف اس نے ایسے ذرائع پیدا فرما دیئے جن سے حق کی اشاعت کی تکمیل ہو سکے اخبارات و رسائل کی طباعت کے لئے پریس اور بجلی کے غیر معمولی سامان اسی زمانہ کی ایجاد ہیں، پھر کتابوں اور رسالوں کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچانے کے لئے ڈاک وغیرہ کے زبردست وسائل پیدا ہو گئے خدائی پیغام کو دنیا کے اکناف تک پہنچانے والے مبلغین اور مبشرین کے لئے سفر کی سہولتیں میسر آگئی ہیں جن کا خیال و گمان بھی گزشتہ زمانوں میں نہیں ہو سکتا تھا سائنسی ایجادات اور ذرائع نشر و اشاعت کی یہ فراوانی ہر سوچنے والے کے لئے دلیل ہے کہ یہی وہ زمانہ ہے جو اسلام کے غلبہ اور دین الحق کی تکمیل اشاعت کا زمانہ ہے اسی زمانہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ ہونی چاہیئے اور اسی زمانہ میں مسیح اور مہدی کا ظہور ہونا چاہیئے تا خدا تعالےٰ کا وہ نوشتہ پورا ہو جو چودہ سو برس پیشتر قرآن مجید میں ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہٖ کے الفاظ میں نازل ہوا تھا، احادیث کی وہ پیشگوئیاں بھی پوری ہوں جن میں لکھا تھا کہ آخری زمانہ میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے نقش پر چلنے والی ایک جماعت پیدا ہوگی جس کا کام ہوگا۔

"یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر ویقاتلون اھل الفتن"

کہ وہ امر بالمعروف کریں گے اور نہی عن المنکر کریں گے اور اسلام کے خلاف فتنہ پیدا کرنے والے سب گروہوں کا مقابلہ کریں گے

(مشکوٰۃ صفحہ ۵۸۴)

پیشگوئیاں نہایت امید افزا تھیں۔ مادی سامانوں کی کثرت اور ذرائع اشاعت کی فراوانی بھی تقاضا کرتی تھی کہ موعود فرستادہ ربانی ظاہر ہو۔ ادھر مسلمانوں کی ناامیدی اور ان کی خستہ حالت پکار پکار کر کہہ رہی تھی کہ ان کے لئے زندگی بخش مسیحا کی ابھی ضرورت ہے کفر کی اسلام پر پے در پے یورشیں اور مسلمانوں کے دفاعی مواد کی تنگنگی چیخ چیخ کر کہہ رہی تھی کہ اسلام کے محافظ اور دین کے حامی کی بعثت جلد تر ہونی لازمی ہے گلستان احمد کا باغبان باغ کے پورے طور پر ویران ہونے سے پہلے پہلے آنا چاہیئے تا یہ خزاں بہار میں بدل جائے اور ناامیدی کی جگہ یقین اور امید لے لے اور اسلام پھر پوری عظمت اور جلالت شان سے کفر کے قلعہ پر حملہ آور ہو اور اسلام کو اس آخری معرکہ حق و باطل میں نمایاں فتح نصیب ہو۔

ان ناساعد حالات اور یاس و امید کی کشمکش کے دوران قادیان کی بستی سے ایک ایسے شخص کی آواز بلند ہوئی جو دنیوی علوم کا ماہر نہ تھا جسے کوئی دینی مسند حاصل نہ تھی جسے اقتدار اور سیادت کا شمہ بھی میسر نہ تھا وہ ایک درویشانہ گمنامی کی زندگی بسر کرنے والا انسان تھا مگر ہاں وہ اسلام کے لئے دن رات تڑپتا تھا، محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر دشمنوں کے حملوں سے اس کا دل چھلنی ہو چکا تھا۔ اس کی روح گداز تھی دل بریاں اور آنکھیں گریاں تھیں آسمان کے خدا کی نظر اس پر پڑی اور اس نے اسے اپنی وحی سے نوازا اور اس کے دل کو یقین دلایا کہ اسلام کی عظمت کے دن آگئے ہیں اور الٰہی نوشتوں کے پورا ہونے کی ساعت آن پہنچی ہے اسے مُردوں کے لئے مسیحا اور گم گشتوں کے لئے مہدی بنا کر بھیجا جاتا ہے وہ اب مامور ہے اس کا فرض ہے کہ اسلام کی اس آخری جنگ روحانی جنگ میں اسلام کے غلبہ کے لئے خود بھی موت کو قبول کرے اور انہی آواز پر لبیک کہنے والی سعادت مند روحوں کو بھی اس قربانی کے لئے آمادہ کرے چنانچہ آج سے ٹھیک بہتر ۷۲ سال پیشتر حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے اعلان فرمایا کہ:۔

"سچائی کی فتح ہوگی اور اسلام کے لئے پھر اس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے لیکن ابھی ایسا نہیں ضرور ہے کہ آسمان اسے چڑھنے سے روکے رہے جب تک کہ محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگر خون نہ ہو جائیں اور ہم سارے آراموں کو اس کے ظہور کے لئے نہ کھو دیں اور اعزاز اسلام کے لئے ساری ذلتیں قبول نہ کریں

اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے وہ کیا ہے ہمارا اسی راہ میں مرنا۔ یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلی موقوف ہے اور یہی وہ چیز ہے جس کا دوسرے لفظوں میں اسلام نام ہے اسی اسلام کا زندہ کرنا خدا تعالےٰ اب چاہتا ہے"۔

(فتح اسلام صفحہ ۱۸-۱۵ مطبوعہ ۱۳۰۸ھ ہجری)

گویا اس طرح آسمانی نوشتوں کے پورا ہونے کے لئے بنیاد رکھ دی گئی اور خدا کی بادشاہت گویا ساری زمین پر پھیلانے کی منادی کا آغاز ہو گیا یہ شاندار آغاز جس محکم یقین اور ناقابل شکست وثوق سے ہوا اس کے لئے بطور نمونہ الفاظ ذیل ملاحظہ فرمائیں ۱۸۹۷ میں جبکہ آپؑ کے خلاف پادریوں پنڈتوں اور مولویوں کی طرف سے ایک طوفان برپا تھا، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تحریر فرماتے ہیں:۔

"میرا دل مردہ پرستی کے فتنہ سے خون ہوتا جاتا ہے اور کبھی کا اس غم سے فنا ہو جاتا اگر میرا مولیٰ اور میرا قادر و توانا مجھے تسلی نہ دیتا کہ آخر توحید کی فتح ہے غیر معبود ہلاک ہوں گے اور جھوٹے خدا اپنی خدائی کے وجود سے منقطع کئے جائیں گے، نئی زمین ہوگی اور نیا آسمان ہوگا اب وہ دن نزدیک آتے ہیں کہ جو سچائی کا آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگے گا اور بعد اس کے توبہ کا دروازہ بند ہوگا کیونکہ داخل ہونے والے بڑے زور سے داخل ہو جائیں گے اور وہی باقی رہ جائیں گے جن کے دل پر فطرت سے دروازے بند ہیں اور نور سے نہیں بلکہ تاریکی سے محبت رکھتے ہیں قریب ہے کہ سب ملتیں ہلاک ہوں گی مگر اسلام۔ اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے مگر اسلام کا آسمانی حربہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا نہ کند ہوگا جب تک دجالیت کو پاش پاش نہ کر دے وہ وقت قریب ہے کہ خدا کی سچی توحید جس کو بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں ملکوں میں پھیلے گی اس دن نہ کوئی مصنوعی کفارہ باقی رہیگا اور نہ کوئی مصنوعی خدا اور خدا کا ایک ہی ہاتھ کفر کی سب تدبیروں کو باطل کر دے گا لیکن نہ کسی تلوار سے اور نہ کسی بندوق سے بلکہ مستعد روحوں کو روشنی عطا کرنے سے اور پاک دلوں پر ایک نور اتارنے سے، تب یہ باتیں جو میں کہتا ہوں سمجھ میں آئیں گی"۔ (اشتہار مطبوعہ ۱۴ جنوری ۱۸۹۷ء)

اس عظیم خوشخبری کے ساتھ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا آغاز ہوا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کفر کی فوجوں کے مقابل ایک کامیاب چومکھی لڑائی لڑی اور اسلام کے قلعہ کی حفاظت کے لئے جانثاروں کی ایک فعال جماعت تیار کردی دہریہ ہوں یا آریہ پنڈت، عیسائی پادری ہوں یا دوسرے دشمنان اسلام سب کے اعتراضات کے مسکت جوابات دیئے اسلام کے زندہ مذہب ہونے پر آسمانی نشانات کا ایک انبار جمع کر دیا، منقولی اور معقولی دلائل کا ایک ذخیرہ مہیا کر دیا۔ دنیا کے ہر حصہ میں اسلام کی حقانیت کا ڈنکا بجادیا اور تمام باطل مذاہب کے مقابلہ پر اسلام کے غالب دین ہونے کی منادی گھر گھر پہنچادی الغرض ایک زندہ یقین سے اسلام کے غلبہ کو آفتاب نیمروز کی طرح حقیقتِ ثابتہ بنا دیا۔ کفر کی یورشیں کم ہوئیں، باطل کی فوجوں نے سمٹنا شروع کیا یورپ و امریکہ کے پادری جو ہمارے ملک کے گلی کوچوں میں ابن المسیح کی دعوت دیتے پھرتے تھے اپنے کاروبار کو ماند پاکر اپنے ملکوں کو واپس ہونے لگے اور دوسری طرف مسیح محمدی کے روحانی سپاہی یورپ امریکہ اور افریقہ کے علاقوں میں اسلام کی تبلیغ کے لئے پہنچ گئے اور ہوا کا رخ بالکل بدل گیا اس کے ساتھ ساتھ زمین پر ایسے تغیرات آئے کہ نصاری کی حکومتوں کے علاقے بھی کم ہونے لگے اور دل بدل اللہ تعالے اسلام کے نام لیوا لوگوں کو دنیوی طور پر بھی عزت وعظمت حنورانا گیا یہ سب کچھ ایسے انداز سے اور غیر معمولی رنگ میں ہوا۔ کہ انسانی عقلیں دنگ رہ گئیں درحقیقت مسیحیت کا یہ اضمحلال اور دین عیسوی کا یہ زوال خدائی منشا کا اظہار ہے اس سے ہوالذی ارسل رسولہ بالہدی ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ“ والی پیشگوئی کے پورے ہونے کا اعلان ہوتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے باطل کی شکست کے لئے مقدور بھر سامانوں سے کام لینے کے ساتھ ساتھ دردمندانہ تضرعات سے دعائیں بھی کیں جن کا ایک نمونہ یہ چند اشعار ہیں فرماتے ہیں :-

> اددت رجالاً یا قدیری ونسوۃ
> دحمّاد جم الخلق من طوفانہم
> حلت بارضی المسلمین جنودھم
> نسرت عوائلہم الی نسوانہم
> یارب احمد یا الہ محمد
> اعصم عبادک من سموم دخانہم
> سبوا نبیک بالعناد وکذبوا
> خیرالوری فانظر الی عدوانہم
> یارب سحقہم کسحقک طاغیا
> یارب قودھم الی ذوبانہم
> (رسالہ نور الحق)

ان تضرعات کا نتیجہ تو دنیا دیکھ چکی ہے اور باقی آئندہ سب کی نظروں کے سامنے ظاہر ہو جائے گا اور آخر اسلام کی فتح کا نقارہ بج جائے گا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے اللہ تعالےٰ سے علم غیب پاکر ۱۹۰۳ء میں واضح الفاظ میں اعلان فرمادیا ہے کہ :-

> ” ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسےٰ کے انتظار کرنے والے کیا، مسلمان اور کیا عیسائی سخت نا امید اور بدظن ہوکر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑیں گے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے ؛؛ (تذکرۃ الشہادتین)

اس جلیل القدر پیشگوئی کے حرف بحرف پورا ہونے کے آثار ہویدا ہیں یورپ وامریکہ میں توحید کی تائید میں اور تثلیث کی تردید میں ہوائیں چل رہی ہیں اور اسلام کے متعلق ان ممالک کے اہل علم کے نظریات میں غیر معمولی تبدیلی واقع ہورہی ہے اللہ تعالےٰ نے چاہا اور اس نے اہل حق کی کوششوں کو نوازا تو تیسری صدی تک بالکل نئی زمین اور نیا آسمان ہوگا۔ یہ مبارک دن آنے والا ہے کیونکہ دراصل مسیح موعود کی بعثت امت محمدیہ کے لئے مسرت زندگی اور عمل کا پیغام ہے اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی بشارت ہے یہ توکجھ فہم مخالفین نے مسلمانوں کو اس حقیقت کے سمجھنے سے روکنے کی کوشش کی تھی اور حجاب پیدا کرنے چاہے تھے جوں جوں آفتاب حقیقت بلند ہو رہا ہے باطل کی کوششیں ناکام ہو رہی ہیں اور لوگ زیادہ سے زیادہ اسلام کی اِس خدائی جماعت میں شامل ہو رہے ہیں جس کا دن رات کا شغل اشاعتِ شریعت محمدیہ ہے وہ لوگ نئی روحانی زندگی کے وارث بنتے ہیں اور اپنی تخلیق کے نصب العین کو حاصل کرتے ہیں اور اپنی محنتوں، قربانیوں اور جانفشانیوں سے اسلام کے سچے خادم بن رہے ہیں خدا تعالےٰ سب مسلمانوں کو اپنے دین کے سچے روحانی سپاہی بننے کی توفیق دے،

” اللھم امین یارب العلمین“

درخواست دعا،

میری لڑکی شریفاں بی بی ایک ماہ سے سخت بیمار ہے اور میو ہسپتال لاہور میں زیرعلاج ہے احباب کرام وبزرگان سلسلہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ اسے شفائے کاملہ وعاجلہ عطا فرمادے (آمین)

(منشی) محمد عبداللہ آف کوٹھ بی سرود چک کوٹ عبداللہ سندھ

ناپاک خیالوں کا اثر

ناپاک خیالوں کا اثر دیکھ رہے ہیں
زہریلے درختوں کے ثمر دیکھ رہے ہیں

پانی بھی بھڑک اٹھا ہے مٹی بھی ہوا بھی
بارودِ عناصر میں شرر دیکھ رہے ہیں

آرام میں مشرق ہے نہ مغرب نہ جزائر
ہر ایک وطن زیر و زبر دیکھ رہے ہیں

تھے سر بفلک جتنے تکبّر کے محلّات
گرتے ہوئے سب خاک بسر دیکھ رہے ہیں

جیسے کسی بچّے کے کھلونے ہوں یونہی آج
ابلیس کے ہاتھوں میں بشر دیکھ رہے ہیں

آتا ہے نظر سامنے انبار کھنڈر کا
قائم کوئی دیوار نہ در دیکھ رہے ہیں

یہ نوحؑ کا طوفاں ہے کہ ہے لوطؑ کی آندھی
کچھ ان سے زیادہ ہی خطر دیکھ رہے ہیں

دُنیا ہوئی جاتی ہے جو خود درہم و برہم
حیرت زدہ یہ شمس و قمر دیکھ رہے ہیں

شہ کار یہ انساں کی تباہی کے فرشتے
افلاک سے دُزدیدہ نظر دیکھ رہے ہیں

پھر ٹوٹنے والا ہے یہ جادو کا طلسمات
اس راز میں اک رازِ دگر دیکھ رہے ہیں

اک مردِ خدا دوست کی تاثیرِ دُعا سے
جبریل کا دُنیا میں گزر دیکھ رہے ہیں

آوازِ مسیحائے زماں گونج رہی ہے
ہر چیز میں ہم اس کا اثر دیکھ رہے ہیں

تنویر جنہیں حق نے عطا کی ہیں نگاہیں
اس رات کی ظلمت میں سحر دیکھ رہے ہیں

ادائیگی زکوٰۃ اموال کو بڑھاتی ہے اور تزکیہ نفوس کرتی ہے!

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک عظیم الشان کارنامہ

آپ نے قرآن کریم کی شان و عظمت کو قائم فرمایا

(از مکرم شیخ نور احمد صاحب منیر سابق مبلغ بلاد عربیہ)

"میں جو مصنف اس کتاب براہین احمدیہ کا ہوں یہ اشتہار اپنی طرف سے بوعدہ انعام دس ہزار روپیہ بمقابلہ جمیع ارباب مذہب اور ملت کے جو حقانیت فرقان مجید اور نبوت حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے منکر ہیں۔ اتماماً للحجۃ شائع کرکے اقرار صحیح قانونی اور عہد جائز شرعی کرتا ہوں کہ اگر کوئی صاحب منکرین میں سے مشارکت اپنی کتاب کی فرقان مجید ان سب براہین اور دلائل میں جو ہم نے دربارہ حقیقت فرقان مجید اور صدق رسالت حضرت خاتم الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم اسی کتاب مقدس سے اخذ کرکے تحریر کی ہیں - اپنی الہامی کتاب میں سے ثابت کرکے دکھلاوے۔ یا اگر تعداد میں ان کے برابر پیش نہ کرسکے تو نصف ان سے یا ثلث ان سے یا ربع ان سے یا خمس ان سے نکال کر پیش کرے یا اگر بکلی پیش کرنے سے عاجز ہو تو ہمارے ہی دلائل کو نمبروار توڑ دے۔ تو ان سب صورتوں میں بشرطیکہ تین منصف مقبولہ فریقین بالاتفاق یہ رائے ظاہر کردیں کہ ایفاء شرط جیسا کہ چاہئیے تھا ظہور میں آگیا۔ میں مشتہر ایسے مجیب کو بلا عذرے و حیلے اپنی جائیداد قیمتی دس ہزار روپیہ پر قبض و دخل دیدوں گا۔"

(براہین احمدیہ حصہ اوّل)

یہ وہ عظیم الشان اور انقلابی چیلنج ہے جو مونس احمدیت نے اس وقت دیا جبکہ قرآن کریم پر تمام ادیان و مذاہب کی طرف سے مسموم اعتراضات اور انتقادات کی یلغار ہو رہی تھی۔ ہندوستان میں برطانوی حکومت کے زیر سایہ پادری غیر معمولی سرگرمی دکھلا رہے تھے۔ چنانچہ بائیبل سوسائٹیوں نے قرآن کریم کے خلاف کروڑ ہا صفحات سیاہ کرائے اور کوئی مسلمان گھرانہ نہ تھا جس میں اشتہارات تقسیم نہ کئے گئے ہیں۔ دوسرا حملہ آریہ سماج کی تحریک کی طرف سے قرآن کریم پر تھا۔ برہمو سماج کی زہریلی کچلیاں بھی قرآن کریم پر حملہ کر رہی تھیں - علاوہ ازیں الحاد اور دہریت کے فتنہ مواج نے اپنا دامن ہر سو پھیلا رکھا تھا جس کے نتیجہ میں عام مسلمانوں کا تو ذکر ہی کیا تعلیم یافتہ طبقہ بھی مایوس ہو چکا تھا ان کی نگاہ علماء و مشائخ پر تھی۔ مگر وہ معمولی معمولی باتوں پر اختلافات کی جنگ میں مشغول تھے۔ حالی مرحوم اسی نازک وقت کا نقشہ یوں کھینچتے ہیں ؎

رہا دین باقی نہ اسلام باقی
اک اسلام کا رہ گیا نام باقی

ایسے نازک وقت میں بانی احمدیت نے ایک معرکۃ الآراء کتاب براہین احمدیہ نامی تحریر فرمائی۔ جس میں قرآن مجید کی حقانیت صداقت اور عظمت پر زبردست دلائل و براہین تحریر فرمائے اور قرآن کریم کو زندہ کتاب اور ابدی معجزہ ثابت فرمایا۔ عقلی اور نقلی دلائل سے قرآن کریم جیسی عظیم الشان سماوی کتاب کی صداقت و ضرورت کو ثابت فرمایا۔ یہی نہیں بلکہ آپ نے ان دلائل کے مجموعہ کو غلط ثابت کرنے والے کو دس ہزار روپیہ کا انعامی چیلنج بھی دیا اس انعامی چیلنج کو قانونی شکل دیتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"اگر چاہیں تو اپنے دل کی
تسلی کے لئے یہ رجسٹری سرکار
تمسک بھی لکھالیں۔"

مذکورہ بالا کتاب نے مایوس دلوں میں بھی انقلابی اثر پیدا کیا۔ امید کی کرن نے انبساط اور مسرت کی خوشگوار فضا پیدا کی۔ یہ بلند پایہ کتاب جو چار جلدوں میں ہے اس میں قرآنی معارف و حقائق اور تعلیمات کو پیش کرتے ہوئے اس کو دائمی معجزہ ثابت کیا گیا تھا - قرآن کریم پر اعتراضات کے دندان شکن اور اصولی جوابات دئیے گئے تھے۔ اس کتاب کے شائع ہونے پر عمائدین ملک اور اغنیاء ملت اسلامیہ نے کافی مالی امداد کی۔ علماء و مشائخ نے اس پر ریویو تحریر کئے - اس وقت کے مشہور ترین عالم اور شیخ الاسلام مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے ریویو کرتے ہوئے تحریر کیا۔

"ہماری رائے میں یہ کتاب
اس زمانہ میں اور موجودہ حالت
کی نظر سے ایسی کتاب ہے۔
جس کی نظیر آج تک اسلام میں
تالیف نہیں ہوئی ...... اور
کا مؤلف بھی اسلام کی مالی و جانی
و قلمی و لسانی و حالی نصرت میں ایسا
ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر
پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی
گئی ہے۔"

(اشاعۃ السنۃ)

یہ کتاب عظیم الشان اہمیت کی حامل تھی جو نہ صرف ضرورت زمانہ کے لحاظ سے کارآمد تھی بلکہ اپنے مضامین اور تحقیق کے لحاظ سے مخالفین اسلام پر حجت تامہ رکھتی تھی۔

بانی احمدیت کی جملہ تصنیفات میں ہمیں قرآن کریم کے متعلق مختلف مضامین نظر آتے ہیں مگر بنیادی طور پر آپ نے تین امور کو پیش فرمایا ہے۔

ا - قرآن کریم جملہ مذہبی صداقتوں کا جامع و مانع ہے۔

ب - قرآن کریم کے مقاصد جلیلہ میں عقائد باطلہ کی مدلل تردید بھی شامل ہے۔

ج - قرآن کریم محض دعویٰ کو ہی پیش نہیں کرتا بلکہ اس سلسلہ میں دلائل و براہین بھی پیش کرتا ہے۔

اس سلسلہ میں ضروری تھا کہ قرآن کریم کو ابدی معجزہ ثابت کیا جاتا۔ اسلام کے اس فتح مند جرنیل نے قرآن کریم کے معجزہ پر قلم اٹھاتے ہوئے فرمایا

"بجز قرآن شریف کے اور کوئی
ذریعہ آسمانی نوروں کی تحصیل کا
موجود نہیں اور خدا نے اس غرض
سے کہ حق اور باطل میں ہمیشہ کے
لئے مابہ الامتیاز رہے اور کسی
زمانہ میں جھوٹ سچ کا مقابلہ نہ
کرسکے۔ امت محمدیہ کو انتہا زمانہ
تک یہ دو معجزے یعنی اعجاز کلام
قرآن اور اعجازِ اثر کلام قرآن
عطا فرمائے ہیں۔ جن کے مقابلہ
میں مذاہب باطلہ ابتداء سے عاجز
چلے آتے ہیں۔ اور اگر صرف اعجاز
کلام قرآن کا معجزہ ہوتا اور اعجاز
اثر قرآن کا معجزہ نہ ہوتا تو امت
محمدیہ کو آثار اور انوار ایمان میں
کیا زیادتی ہوتی۔ کیونکہ مجرد زہد
اور عفت اعجاز کی حد تک نہیں
پہنچ سکتا۔"

(براہین احمدیہ حصہ سوم)

(۳)

قرآن کریم کی شان کو بلند کرنے کے لئے اور اس کی عظمت کو قلوب میں قائم کرنے کے لئے آپ نے ایک عظیم اہم نظریہ پیش فرمایا۔ بدقسمتی سے مسلمانوں میں یہ نظریہ یقین کی حد تک پہنچ چکا تھا کہ قرآن کریم کی کئی آیات منسوخ ہیں اور کئی آیات ناسخ ہیں۔ اس مسئلہ پر علماء کے اختلافات صرف آیات کی تعداد تک تھے - مگر نفس نظریہ میں سب متفق تھے - کوئی پانچ سو آیات کو منسوخ کر رہا تھا۔ اور کوئی پچاس آیات کو - حتیٰ کہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی جیسے بزرگ بھی پانچ آیات کی منسوخی کے قائل تھے - یہ نظریہ ایک بدنما داغ تھا جس سے قرآنی شریعت بازیچہ اطفال بن کر رہ گئی تھی - اس نظریہ سے قرآنی اوامر و نواہی کی عظمت اور برتری ہو جاتی تھی - قرآنی فلسفہ اور اس کے مقاصد جلیلہ کو مفقود کیا جا رہا تھا۔ حضرت مونس احمدیت علیہ السلام نے اس عمارت کو مسمار کرتے ہوئے اس نظریہ کو غلط ثابت فرما دیا۔ جیسا کہ آپ تحریر فرماتے ہیں :

"علماء نے مصالحت کی راہ سے
بعض احادیث کو بعض آیات
قرآن کا ناسخ قرار دیا ہے ....
لیکن حق یہی ہے کہ حقیقی نسخ اور
حقیقی زیادت قرآن پر جائز نہیں
کیونکہ اس سے اس کی تکذیب لازم
آتی ہے۔"

یہ غلط نظریہ بدقسمتی سے قرآن مجید کی آیت "ما ننسخ من آیة او ننسها نأت بخیر منها او مثلها" سے نکالا گیا تھا - حالانکہ آیت مذکورہ میں قرآن کریم کے کسی حکم یا آیت کی منسوخی کا ذکر نہیں ہے بلکہ قرآن کریم سے پہلے بعض شریعتوں کی منسوخی کا ذکر ہے ایک دفعہ بیروت (لبنان) کے مشہور پروفیسر ڈاکٹر عمر فرّوخ کو میں نے احمدیت کے اس نظریہ سے آگاہ کیا تو وہ ایک منٹ اپنی انگلی کو دانتوں کے نیچے لیتے ہوئے کہنے لگے :

واللہ اِنّہ استاذ عظیم

یعنی یہ تو عظیم الشان نظریہ ہے اور ساتھ ہی کہنے لگے کہ ناسخ منسوخ کے نظریہ کو اگر قرآن کریم میں تسلیم کیا جائے تو اسلام اور قرآن کی سخت توہین ہے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے اس نظریہ کا اظہار اپنے دائرہ احباب میں کئی اشخاص کے سامنے کیا اور کئی احباب کو اس سے آگاہ کیا۔ چنانچہ مجھ سے کئی اشخاص نے اس امر کا ذکر کیا۔

(۴)

آپ جہاں خود عاشق قرآن تھے وہاں اپنے فرزندانِ احمدیت کے قلوب اور نفوس کے تزکیہ کے لئے قرآن کریم پر عمل کرنے کی

کی طرف باربار توجہ دلائی بلکہ ہر احمدی جو جماعت میں داخل ہوتا ہے اس کے لئے ایک یہ بھی شرط ہے :-

" قرآن شریف کی حکومت کو بکلّی اپنے سر پر قبول کرے گا "

چنانچہ عملی طور پر حضور کی اس نصیحت کا یہ اثر ہے کہ آج تحریک جدید کے زیر اہتمام دنیا کی مختلف زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم ہو رہے ہیں اور قرآنی حقائق کو پیش کیا جا رہا ہے . اور جس کے ذریعہ سے اسلام کی تبلیغ دنیا کے ہر حصہ و گوشہ میں ہو رہی ہے ہمارے ترجمہ قرآن سے پہلے مصر کے علماء ترجمہ قرآن کو ناجائز سمجھتے تھے مگر جو نہی ہمارے مختلف تراجم منظر عام پر آئے تو علماء مصر نے نہ صرف اپنی رائے کو ہی بدل دیا بلکہ اب ترجمہ قرآن کے جواز کے متعلق بھی اپنی رائے کا اظہار کر دیا ہے . تزکیہ نفس اور دلوں کی اصلاح کے متعلق قرآن شریف کی اس افادی حیثیت کو یوں بیان فرماتے ہیں .

یک قدم دوری ازاں روشن کتاب

نزد ما کفر است و خسران و تباب

اس ذریعہ سے آپ نے قرآن کریم کے علمی و عملی جہاد کو رائج فرمایا اور یہی وہ جہاد ہے جس نے آج اسلام کی عظمت و حقانیت کو قائم کیا ہوا ہے .

الغرض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کریم کی عظمت و حرمت کو ایسے وقت میں سرانجام دیا ہے جبکہ بیگانوں کی طرف سے اس پر شدید حملے ہو رہے تھے اور اپنے مایوس تھے . مگر حضور کے انفاس قدسیہ نے مُردہ رگوں میں زندگی کی لہر دوڑا دی اور ایسا کیوں نہ ہوتا جبکہ آپ قرآن مجید کے متعلق فرماتے ہیں :-

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں

قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

تحریک جدید کا اہم مقصد ــــ وقفِ زندگی

" تحریک جدید کو اس لئے جاری کیا گیا ہے کہ تا کہ کچھ افراد ایسے میسّر آجائیں جو اپنے آپ کو خدا تعالےٰ کے دین کی اشاعت کے لئے وقف کر دیں اور اپنی عمریں اسی کام میں لگا دیں . تحریک جدید کو اس لئے جاری کیا تا کہ وہ عزم و استقلال ہماری جماعت میں پیدا ہو جو کام کرنے والی جماعتوں کے اندر پیدا ہونا ضروری ہوتا ہے .

پس وہ نوجوان آگے آئیں جو دین کے کام میں مرنا چاہیں "

ارشادات سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ ۹ نومبر ۱۹۳۵ء

دعوتِ عام

ما بندۂ عشقیم شفا را نشناسیم

پروردۂ دردیم دوا را نشناسیم

اصحاب سلوکیم سکوں را نہ پسندیم

اربابِ خلوصیم ریا را نشناسیم

ما یادِ بہاریم خزاں را نفروشیم

ما آبِ حیاتیم قضا را نشناسیم

در نغمہ گری لرزشِ لب را نشماریم

در بادہ کشی لغزشِ پا را نشناسیم

ما صدقِ خلیلیم صنم را نہ پرستیم

ما عجزِ کلیمیم انا را نشناسیم

از بہرِ جہاں دعوتِ عام است میسّر

صد حیف کہ ما لطفِ خدا را نشناسیم

منیر احمد نسیم

ممکن ناممکن

اس دہر میں یوں ہونے کو کیا ہو نہیں سکتا؟

انسان مگر کچھ ہو خدا ہو نہیں سکتا

مُطرب ! یہ تیرے گیت کی لے خوب ہے لیکن

یہ گیت مرے دل کی صدا ہو نہیں سکتا

وہ نُور جو بخشا ہے مسیحائے زماں نے

وہ نُور زمانے سے فنا ہو نہیں سکتا

رل جائیں گے کل اہلِ حرم بیتِ حرم میں

ناخن سے کبھی گوشت جُدا ہو نہیں سکتا

چاہے جو نہ دنیا میں بھلا آپ کسی کا

دنیا میں بھی خود اس کا بھلا ہو نہیں سکتا

عبد السّلام اختر ایم - اے

اہلِ یورپ کے مزاج میں تبدیلی کے واضح آثار

مغرب میں غلبۂ اسلام کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی اور اُس کا ظہور

مسعود احمد دہلوی

"عورتوں کو یہ مراعات اور یہ قانونی تحفظات ایک ایسے شخص نے دلوائے جو ساتویں صدی عیسوی کے انتہائی پسماندہ اور لاقانونیت کے دَور میں زندگی بسر کر رہا تھا ہاں اُس دور میں جس میں عورتوں کو ایک قسم کی منقولہ جائیداد تصور کیا جاتا تھا یا زیادہ سے زیادہ یہ کہ وہ نسبتاً بہتر نوعیت کا جانور سمجھی جاتی تھیں ــــ اس میں کیا شک ہے کہ رسولِ عربیؐ ایک تاریک دور میں مبعوث ہوئے تھے ایسے تاریک دور میں کہ اُس وقت کوئی ایک معاشرتی گروہ یا مذہبی نظام عورتوں کے لئے کسی حق کو تسلیم کرنے کا روادار نہ تھا۔ انہوں نے عورتوں کے لئے وہ حقوق تسلیم کرائے جنہیں باقی دنیا اب کہیں بیسویں صدی میں آکر تسلیم کرنے لگی ہے۔"

صنفِ نازک پر دنیائے انسانیت کے محسنِ اعظم رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے احسانات کا یہ ذکرِ خیر کون کر رہا ہے؟ یقین جانئے کوئی مسلمان عالمِ دین یا اسلام کا درد رکھنے والا کوئی اور کلمہ گو نہیں بلکہ اُس قوم کا ایک فرد جو ابھی تھوڑا عرصہ قبل تک اسلام دشمنی میں اپنا جواب نہیں رکھتی تھی، جس کا دن رات کا مشغلہ ہی یہ تھا کہ اسلام اور ہادیٔ اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف نت نئے الزامات تراشے جائیں اور اس طرح فضا کو مسموم سے مسموم تر کیا جائے جس نے آپ کے خلاف لٹریچر شائع کرکے کتابوں کے انبار لگا دئے تھے، جس کے نزدیک بقول ڈاکٹر ہرگرونج (Dr. Hurgronje) اسلام یا ہادیٔ اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کی کسی ایک خوبی یا وصف کا اعتراف کرنا قوم و ملک سے غداری کے مترادف تھا (حوالہ کے لئے دیکھیں مصنف مذکور کی کتاب محمڈن ازم صلا)

جی ہاں وہ بین شعا ہوا مندرجہ بالا اقتباس جس سے اِس مضمون کا آغاز کیا گیا ہے امریکہ کی ایک مشہور اہلِ قلم عیسائی خاتون روتھ کرنسٹن (Ruth Cranston) کی کتاب "ورلڈ فیتھ" (World Faith) کے صفحات ۱۵۹ اور ۱۶۰ سے ماخوذ ہے۔ انہوں نے اپنی اس کتاب میں نہ صرف اسلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اوصافِ حمیدہ کا نہایت عمدہ پیرائے میں ذکر کیا ہے بلکہ اُن الزامات کا بھی جواب دیا ہے جو بالعموم یورپ میں اسلام پر ہوتے رہے ہیں۔ اس ضمن میں انہوں نے خود مغربی اقوام کے عمل و کردار کو پیش کرکے توجہ دلائی ہے کہ انہیں ہرگز زیب نہیں دیتا کہ وہ حق و انصاف کا خون کرتے ہوئے اسلام پر انگشت نمائی کریں۔ ذیل میں ہم یورپ میں کئے جانے والے بعض اعتراضوں کے ضمن میں ان کے پیش کردہ جوابات نمونہ کے طور پر درج کرتے ہیں تا کہ حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ علیہ السلام کی پیشگوئی کے بموجب اِس وقت مغرب میں جس خوشکن انقلاب کے آثار نمودار ہو رہے ہیں اُس کا کسی قدر اندازہ ہو سکے

تعددِ ازدواج

یورپ میں اسلام پر ایک عام اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ یہ مذہب تعددِ ازدواج کا قائل ہے اور اس طرح جنسی بے راہ روی کا دروازہ کھولتا ہے اس کے جواب میں روتھ کرنسٹن لکھتی ہیں:۔

"وہ تاریخی ناانصافی جو محمدؐ کے ساتھ روا رکھی جاتی رہی ہے یہ ہے کہ ان کے وجود کو کثرتِ ازدواج کے رواج کے ساتھ لازم و ملزوم قرار دے دیا گیا ہے اور اثر یہ ڈالا گیا ہے کہ گویا یہ انہی کی اختراع تھی یا یہ کہ دنیا میں وہ پہلے شخص تھے جس نے اس کی ترغیب دلائی یا یہ کہ انہوں نے اس رواج کو اپنے مذہب کا خصوصی نشان قرار دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اُس وقت مشرق و مغرب کی ہر سوسائٹی میں کثرتِ ازدواج کا رواج عام تھا۔ اُس زمانہ میں یہودی، ہندو، چینی اور اسی طرح دیگر ممالک کے رہنے والے کئی کئی بیویوں کے ساتھ بالعموم خوش آئند زندگی بسر کرتے تھے۔ دور جانے کی ضرورت نہیں خود ہمارے "عہد نامہ قدیم" میں دو ایسی ہستیوں کا ذکر آتا ہے جنہیں "خلیل اللہ"[1] اور "قلب الٰہی"[2] کا مقام حاصل تھا اور جنہیں یہودی اور عیسائی دونوں ہی واجب الاحترام سمجھتے ہیں اور وہ دونوں ہی تعددِ ازدواج کے طریق پر عامل تھے۔ اور سچی بات تو یہ ہے کہ ہمیں یہ تسلیم کرنا چاہیئے کہ جہاں تک صرف اور صرف ایک بیوی پر اکتفا کرنے کا تعلق ہے صحیح معنوں میں بالعموم اس پر کہیں بھی عمل نہیں کیا گیا نہ اُس وقت اور نہ اِس زمانہ میں۔ بالخصوص ہم فی زمانہ ایک ایسی سوسائٹی میں ایک شادی کے طریق پر عملدرآمد کا دعوے نہیں کر سکتے جبکہ ہر شخص کی قانونی بیوی تو ایک ہی ہوتی ہے لیکن درپردہ اس کا متعدد داشتاؤں سے بھی تعلق قائم ہوتا ہے یا جہاں متعدد طلاقوں کے ذریعے جنسی تعلقات کے ایک لامتناہی سلسلہ کا جواز پیدا کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھا جاتا۔ اہلِ عرب اور دیگر ایشیائی اقوام کے لوگ (بجا طور پر) دعوے کرتے ہیں کہ اس بارہ میں اُن کی روش زیادہ دیانتدارانہ ہے اور یہ کہ ان کی عورتوں کی حالت جن کی بڑھاپے اور موت تک حفاظت اور خبرگیری کی جاتی ہے مغربی عورت کے مقابلہ میں بدرجہا بہتر ہے کہ جب اُس میں مرد کے نزدیک کوئی دلچسپی اور جاذبیت نہیں رہتی تو اسے نکال باہر کرکے سڑکوں پر رُلنے کے لئے پھینک دیا جاتا ہے۔" صلا۱۶۰

انتہائی مضبوط کریکٹر

تعددِ ازدواج کی اسلامی تعلیم پر اعتراض کا جواب دینے کے بعد روتھ کرنسٹن نے اُن گھناؤنے اعتراضات کا بھی جواب دیا ہے جو بالعموم مغرب میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر لگائے جاتے تھے اپنے اس جواب میں انہوں نے ان اعتراضات کو سراسر ظلم اور ناانصافی پر مبنی قرار دیا ہے

حاشیہ:۔ [1]، [2] "خلیل اللہ" سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں اور "قلب الٰہی"، غالباً حضرت داؤد علیہ السلام کا لقب ہے۔ بائبل میں دونوں کی ایک سے زیادہ شادیوں کا ذکر موجود ہے۔

چنانچہ وہ لکھتی ہیں:۔

"مغرب میں بعض مصنفین ایسے بھی گذرے ہیں جنہوں نے محمدؐ کو ایک تجرد پسند انسان کے طور پر پیش کیا ہے اور لکھا ہے کہ ان کی شادیوں کی نوعیت محض سیاسی تھی۔ برخلاف اس کے بعض مصنفین ایسے بھی گذرے ہیں جنہوں نے محمدؐ کو ایک ایسا انسان ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ جو (نعوذ باللہ) نفس پروری اور جنسی شغف کے اعتبار سے انتہائی پستی کی حالت میں تھا۔ ان متضاد نظریوں میں سے علی الخصوص موخر الذکر نظریہ تو ان کے کریکٹر سے کوئی مناسبت ہی نہیں رکھتا۔ جہاں تک ان کی سیرۃ و کردار کا تعلق ہے متعدد ماخذوں کی بنا پر اس امر کو تسلیم کرنے کے سوا چارہ نہیں ہے کہ وہ بہت سادگی پسند اور نفس پر انتہائی کنٹرول رکھنے والے انسان تھے ان کا مایۂ خمیر عیش پسندی اور جنسی بے راہ روی کے بالکل الٹ واقع ہؤا تھا۔

"پیغمبرِ اسلام کا حرم چند چھوٹی چھوٹی جھونپڑیوں پر مشتمل تھا جو مدینہ میں مسجدِ نبوی کے گرد بنی ہوئی تھیں۔ یہ جھونپڑیاں ہر قسم کے فرنیچر، قالینوں اور آرائشی پردوں وغیرہ سے یکسر عاری تھیں صرف ایک چٹائی ان کا بچھونا تھی اور کھجوریں اور دودھ ان کی غذا۔ گھر میں خود اپنے ہاتھ سے کام کرتے تھے، جوتیاں تک آپ ہی گانٹھ لیتے تھے، لباس بالعموم دو سادہ کپڑوں پر مشتمل ہوتا تھا۔ کھردرے کپڑے کا ایک لمبا کرتہ جسم پر ہوتا اور اس پر چوغہ کی طرز کا ایک لمبا سا کپڑا پڑا ہؤا ہوتا تھا۔ اپنی اس سادگی کو انہوں نے فتوحات کے بعد بھی برقرار رکھا حالانکہ اُس وقت مالِ غنیمت اور روپیہ پیسہ امڈا چلا آ رہا تھا۔

"یہ باور کرنا بہت مشکل ہے کہ ایسا محتاط اور سادہ عادات والا انسان کسی نوع کی نفس پروری یا بے راہ روی کا مرتکب ہو سکتا تھا۔ اگر وہ ایسا کرتے تو ایسے مضبوط اور طاقتور لیڈر کبھی نہ بن سکتے جیسا کہ فی الحقیقت وہ تھے۔ وہ مسلسل اپنے پیروؤں کو سادہ زندگی بسر کرنے اور نفس کو مارنے کی تلقین کرتے رہتے تھے بعض اوقات آپ کی ازواج اور انتہائی قریبی تعلق رکھنے والے ساتھی شکایت کے رنگ میں اس بات کا اظہار کیا کرتے تھے کہ ان سب کی زندگیاں انتہا درجہ سادہ اور بے مزہ سی ہیں پھر یہ شکایت اُس دَور کی زندگی پر بھی حاوی تھی جبکہ عرب کی اسلامی حکومت میں مسلمانوں کی مسلسل فتوحات کے نتیجے میں بہت زیادہ مالِ غنیمت آچکا تھا یعنی یہ کہ ملک میں دولت عام ہو جانے کے باوجود سادہ زندگی میں قطعاً کوئی فرق نہ آیا تھا ناقل)" (صلا۱۶۱ و ۱۶۲)

خونریزی اور ظلم وتشدد کا بےجا الزام

بانی میں ایک بہت بڑا الزام جو یورپ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تراشہ گیا یہ تھا کہ نعوذ باللہ آپ نے اپنے مذہب کی اشاعت کے لئے خونریز جنگوں کو آلہ کار بنایا اور اس طرح دنیا میں مذہب کے نام پر ظلم وتشدد کا دروازہ کھولا۔ روتھ کرنسٹن اس کا جواب دیتے ہوئے اہل مغرب کو شرم دلاتی ہیں کہ ایسا ناروا الزام لگانے سے قبل پہلے وہ اپنے گریبان میں منہ ڈال کر تو دیکھیں کہ اس بارہ میں انکا اپنا نامۂ اعمال کیا ہے اور انہیں کب زیب دیتا ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر خونریزی کا الزام لگائیں چنانچہ وہ لکھتی ہیں:۔

"یقیناً ۱۴ کروڑ کی ایک عیسائی قوم (مراد امریکہ) جو آج ایک لاکھ بیس ہزار بے بس اور لاچار شہریوں (ہیروشیما کے باشندوں) کو صرف اور صرف ایک بم سے موت کے گھاٹ اتار دیتی ہے وہ ایک ایسے پیشوا کو جس کی کسی ایک جنگ میں زیادہ سے زیادہ پانچ یا چھ سو کے قریب آدمی ہلاک ہوئے مشکوک یا معنی خیز نظروں سے نہیں دیکھ سکتی ساتویں صدی عیسوی کے تاریک دور میں جبکہ دنیا خون کی پیاسی بنی ہوئی تھی رسول عربیؐ نے جو جنگیں لڑیں اور ان میں قتل کے جو واقعات رونما ہوئے وہ ہمارے اپنے بیسویں صدی کے ترقی یافتہ زمانے کے مقابلے میں اس قدر بے حیثیت نظر آتے ہیں کہ ان پر بچوں کے کھیل کی مثال صادق آتی ہے اور وسیع پیمانے پر اس قتلِ عام کا تو ذکر ہی کیا جو بدعتوں کے استیصال اور صلیبی جنگوں کے زمانے میں خود عیسائیوں کے ہاتھوں رونما ہوا جبکہ عیسائی جنگجو فخریہ کہا کرتے تھے کہ وہ ٹخنوں ٹخنوں کافروں کے خون میں چل کر آئے ہیں۔" (صـــ ۱۵۵)

اسی ضمن میں خاص ان جنگوں کا ذکر کرتے ہوئے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کفار مکہ کے بالمقابل لڑنا پڑیں لکھتی ہیں:۔

"محمدؐ نے خود کبھی جنگ اور خونریزی کا کوئی موقع بہم نہیں پہنچایا۔ ہر جنگ جو انہوں نے لڑی وہ انہیں جواباً اپنے دفاع میں لڑانی پڑی۔ وہ اگر لڑے تو اپنی اور اپنے ساتھیوں کی ہستی کو بچانے کے خاطر اور پھر لڑے بھی انہی ہتھیاروں اور طریقوں سے جو اس زمانے میں مروج تھے" (صـــ ۱۵۵)

اسلام اور ہادیٔ اسلام صلے اللہ علیہ وسلم پر مغرب میں بالعموم کئے جانے والے اعتراضات کی تردید اور وہ بھی خود امریکہ کی ایک نامور اہل قلم عیسائی خاتون کی طرف سے، حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی ایک زبردست دلیل ہے کیونکہ آپ نے اللہ تعالیٰ سے خبر پاکر آج سے ساٹھ ستر سال قبل ہی اس عظیم الشان انقلاب کی خبر دیدی تھی حالانکہ اس وقت اس کے خفیف سے خفیف آثار بھی موجود نہ تھے۔ آپ نے اسی ضمن میں بعض تفصیلی پیشگوئیوں کے علاوہ فرمایا تھا:۔

آرہا ہے اِس طرف احرار یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار

روتھ کرنسٹن کی مذکورہ بالا کتاب کے مندرجہ بالا اقتباس ہم نے نمونے کے طور پر درج کئے ہیں ورنہ خود اُن کی اِس کتاب میں اسلام کا اس شاندار طریق پر دفاع کیا گیا ہے کہ احرار یورپ کے مزاج میں تبدیلی کے واضح آثار دیکھ کر دل خوشی سے بھر جاتا ہے۔ پھر روتھ کرنسٹن کی کتاب کے بعد یورپ میں اور کئی کتابیں اسلام کی تائید میں شائع ہو چکی ہیں۔ اور وہ بھی حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس پیشگوئی کے پورا ہونے پر زندہ گواہ ہیں۔ آج زمانے کے بدلے ہوئے حالات بتا رہے ہیں کہ مغرب میں روحانی انقلاب کا یہ نتھا بیج عنقریب ایک خوشنما پودے کی شکل میں پھوٹنے والا ہے اور پھر یہ بڑھے گا اور پھیلے گا اور سارے مغرب پر محیط ہو جائے گا۔ اور حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی یہ پیشگوئی بتمام وکمال پوری ہوگی کہ:۔

"اے تمام لوگو سن رکھو کہ یہ اس خدا کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا کہ وہ اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا۔۔۔ اور حجت اور برہان کی رو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ اور دنیا میں ایک ہی مذہب (اسلام) ہوگا اور ایک ہی پیشوا (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا۔ اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اسے روک سکے"۔

(تذکرۃ الشہادتین)

درخواستِ دعا:۔

بندہ بعض پریشانیوں سے دوچار ہے احباب کرام دعا فرماویں کہ اللہ تعالےٰ جملہ پریشانیوں کو دور فرمائے۔

(حکیم صوفی دین محمد احمدیہ دواخانہ شفاء گوجرانوالہ)

احباب جماعت سے ضروری گذارش

اخبار "الفضل" میں متعدد مرتبہ اعلان کیا جا چکا ہے کہ احباب جماعت اعلان نکاح اور اعلان ولادت اپنے حلقہ کے امیر صاحب یا پریذیڈنٹ صاحب کی وساطت سے بھجوایا کریں لیکن اکثر احباب نے اس طرف توجہ نہیں کی احباب جماعت کی خدمت میں دوبارہ یہ درخواست ہے کہ وہ ایسے اعلان بغیر اپنے امیر صاحب یا پریذیڈنٹ صاحب کی وساطت کے نہ بھجوائیں اس طرح کسی اعلان کی اشاعت نہیں کی جائیگی۔

(مینجر)

فضلِ عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ
آپ کا قومی ادارہ ہے کیونکہ تحریک جدید انجمن احمدیہ نے اسے آپ کے قومی سرمایہ سے جاری کیا ہے لہٰذا اسے کامیاب بنانے کی ذمہ داری ہر احمدی پر عاید ہوتی ہے تمام احباب کو اس طرف
خاص توجہ کرنی چاہیئے
ہمارے آقا سیدنا حضرت امیر المومنین المصلح الموعود ایدہ اللہ الودود نے بھی احباب جماعت کو اس ادارہ کی مصنوعات خریدنے اور ان کو فروغ دینے کی طرف کئی بار توجہ دلائی ہے حضور فرماتے ہیں کہ :۔
"ایک طریق چندہ بڑھانے کا یہ بھی ہے کہ دوست سلسلہ کے اداروں کی مصنوعات خریدیں اور ان کی حوصلہ افزائی کریں بلکہ باہر بھی فروخت کرنے کی کوشش کریں تو اس سے سلسلہ کو کافی
فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ پھر فرمایا" کہ اگر ہماری جماعت کے لوگ توجہ کریں کہ سلسلہ کی طرف سے جو چیزیں بنتی ہیں ان کو خریدیں تو بڑی ترقی ہو سکتی ہے مثلاً شائنو بوٹ پالش
کف الکس ہے...... سن شائن گرائپ واٹر ہے..... بامیکس سر درد کی دوا ہے، ڈاکٹروں کو بھی چاہیئے کہ لے جائیں اور تجربہ کریں
اگر مفید ہوں تو سرٹیفکیٹ دیں
شائنو بوٹ پالش نئی پیشکش شاہین بوٹ پالش، کف الکس (کھانسی کی دوا۔ سن شائن گرائپ واٹر، بامیکس (نزلہ و زکام اور درد کی دوا) شائنو ویزلین پومیڈ
ویزلین پومیڈ و شاہین برلن ٹائن شائنو ہیئر آئلز ہر قسم کے
فضلِ عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ربوہ
الفردوس کلاتھ مرچنٹ
انار کلی لاہور
آئیے
ہر قسم کا سوتی، ریشمی، اونی کپڑا خریدیں
پہلے سے بھی زیادہ آپ کے تعاون کی ضرورت ہے!
الفردوس کلاتھ مرچنٹ انار کلی لاہور
دکان ٹیلیفون ۲۵۱۰
احمدیوں کی کپڑے کی مشہور دوکان
رہائش گاہ ٹیلیفون ۲۵۱۰/A
ملتان کلاتھ ہاؤس (رجسٹرڈ)
چوک بازار ملتان شہر
اگر آپ کو بہترین قسم کے ملبوسات خریدنے ہوں تو آپ اپنی
دوکان پر تشریف لائیں یہاں آپ کو ریشمی، گرم، اور سوتی
کپڑوں کے علاوہ سلمہ ستارہ کے سوٹ، زری کمخواب
اور اعلیٰ قسم کی ساڑھیاں ہمہ قسم کی ہر وقت
دستیاب ہو سکتی ہیں!
میسرز ملتان کلاتھ ہاؤس رجسٹرڈ چوک بازار ملتان شہر
مالکان چوہدری عبدالرحمٰن عبدالرحیم احمد

دن رات سروس
Day & Night SERVICE
سے ہمارے کرم فرما فائدہ اٹھائیں
ٹیلیفون آنے پر ادویات گھر پہنچانے کا بندوبست ہے ۔
مریضوں کو بذریعہ ایمبولینس کار گھر سے ہسپتال اور ہسپتال سے گھر یا لائل پور سے باہر (کسی بھی جگہ) مناسب کرایہ پر کم سے کم وقت میں پہنچانے کا بندوبست ہے ۔
آپ کی زیادہ سے زیادہ سہولت کے پیش نظر دوکان دن رات کھلی رہتی ہے ۔
ادویات مناسب نرخوں پر فروخت کی جاتی ہیں اور نسخہ جات بڑی احتیاط سے تیار کئے جاتے ہیں ۔
تجربہ کار ایم ۔ بی بی ۔ ایس ڈاکٹر کی خدمات آپ ہر وقت حاصل کر سکتے ہیں ۔ اور ضرورت پڑنے پر تجربہ کار نرس کا بھی انتظام ہے ۔
خدمت کے منتظر
شاہ میڈیکو
فون نمبر ۳۲۰۷
۳۳ کچہری بازار لائل پور
مجلس مشاورت کے موقع پر
۲۴ مارچ کو مجلس مشاورت شروع ہو رہی ہے ۔ دینی اجتماعات اپنے ساتھ دنیوی فوائد بھی رکھتے ہیں ۔ اس موقع پر آپ ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کمپنی ربوہ کی شہرہ آفاق ادویات اکٹھی خرید کر کئی فوائد حاصل کر سکتے ہیں ۔
(الف) اس طرح آپ ڈاک اور پیکنگ کے اخراجات کی بچت کر سکتے ہیں ۔
(ب) تمام خاص ادویات پر ۲۵ فیصد اور حیوانات کی ادویات پر ۳۳ فیصد کمیشن حاصل کر سکتے ہیں ۔
(ج) مجلس مشاورت کے مبارک موقع پر ہر خریدار کو (خواہ چھوٹا خریدار ہو خواہ بڑا) آرڈر کی ۲½ فیصدی قیمت کی "کیوریٹو" کمپنی کی طرف سے مفت پیش کی جائے گی ۔
نوٹ :۔ ہماری تمام خاص خاص ادویات کی تفصیل نرخنامہ اور شرائط کاروبار وغیرہ معلوم کرنے کے لئے معلومات ہومیو پیتھی مفت حاصل کیجئے ۔
تین نہایت ہی اہم دوائیں
"اکسیر پیٹھا" (برائے اپھارہ جانوراں) اگرچہ جانوروں کے مہلک اپھارہ کی دوا ہے مگر اس کا ذکر سب سے پہلے اس لئے کیا گیا ہے کہ آج کل مغربی پاکستان میں شفتل اور برسیم وغیرہ کی وجہ سے جانوروں کے مہلک اپھارہ کا مرض زوروں پر ہوتا ہے اور "اکسیر پیٹھا" کے ایک پیکٹ سے بفضلہ تعالیٰ یہ اپھارہ پندرہ منٹ میں غائب ہو جاتا ہے اس لئے ہر علاقہ بلکہ ہر گاؤں میں اس دوا کا سٹاک ہونا ضروری ہے غیر مفید ثابت ہونے پر قیمت واپس کر دینے کی رعایت پانچ سال سے قائم ہے بند پیکٹوں میں یہ دوا کئی سال تک خراب نہیں ہوتی قیمت فی پیکٹ ۵۰ پیسے فی درجن ۶ روپے کم از کم دو درجن پر خرچ ڈاک و پیکنگ بذمہ کمپنی اس سے زیادہ ہر درجن کے ساتھ دو ڈرام "کیوریٹو" کی شیشی مفت ۔
"کیوریٹو" تقریباً ہر نئی اور شدید مرض کا فوری مگر شافی علاج قیمت فی اونس ۲/۵۰ روپے ۔
"بے بی ٹانک" بچوں کی کمزوری سوکھے پن دانتوں اور دانت نکالنے کے زمانہ کی میٹھی دوا فی شیشی ۳/- روپے ۔
ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کمپنی ربوہ
نور کاجل اور سندِ قبول
۱۰۔ محترمہ سیکرٹری صاحبہ اسٹور لجنہ اماء اللہ کراچی فرماتی ہیں :۔
" نور کاجل کی کراچی میں حد سے زیادہ مانگ ہے اور اسے بہت پسند کیا جاتا ہے ۔"
نور کاجل آنکھوں کی خوبصورتی تندرستی اور بیماریوں کے علاج کے لئے بہترین تحفہ ہے ۔
قیمت فی شیشی سوا روپیہ ۔
تیار کردہ :۔
خورشید یونانی دواخانہ گولبازار ربوہ
قدیمی ۔۔۔ اوّلین ۔۔۔ شہرۂ آفاق
حبِ اٹھرا رجسٹرڈ :۔ فی تولہ ایک روپیہ ۵۰ پیسے مکمل کورس گیارہ تولہ ۱۳/۷۵ روپے ۔
نرینہ گولیاں :۔ لڑکے پیدا ہونے کی دوائی مکمل کورس ۹/- روپے
حبِ مُجدد :۔ ہسٹیریا مالیخولیا کا علاج ۴۰ گولی ۶/- روپے
حکیم نظام جان اینڈ سنز گوجرانوالہ
اعلانِ تعطیل :۔ مورخہ ۲۳ مارچ ۱۹۶۱ء کو "یوم پاکستان" کی تقریب کے موقع پر دفتر الفضل میں تعطیل رہے گی اس لئے ۲۴ مارچ کا پرچہ شائع نہیں ہوگا ۔ (مینیجر الفضل)
رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴